© حسن رضا اطہؔر

نام کتاب	:	انبساط
مصنف وناشر	:	حسن رضا اطہؔر
صفحات	:	232
سنہ اشاعت	:	2020
تعداد	:	500 پانچ سو
قیمت	:	300 تین سو روپے
ترتیب وتہذیب	:	شکیل رہبر چین پوری، زمزم فتح پوری، شمیم رضا فیضی
پروف ریڈنگ	:	مولانا غلام مذکر مصباحی، حشمت رضا ساحؔل، التمش امجدی
کمپوزنگ	:	فہیم بسمل شاہ جہاں پوری #8707771203
شاعر کا پتا	:	شعبہ ادبیات دارالعلوم اہلسنت حنفیہ غریب نواز سیونڈیہ بوکارو اسٹیل سیٹی 827010 (جھارکھنڈ) وہاٹس ایپ نمبر 09431322360

ملنے کے پتے

مرکز علم وادب، دارالعلوم اہلسنّت حنفیہ، غریب نواز، سیون ڈیہہ، بوکارو، جھارکھنڈ	+91 9431744022
دبستانِ نوابیہ عزیزیہ، قاضی پور شریف، فتح پور، یو. پی	+91 7905380562
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اُردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔6	011-23260668
کتب خانہ انجمن ترقی اردو، جامع مسجد، دہلی	011-23276526
راعی بک ڈپو، 734، اولڈ کٹرہ، الہ آباد	+91 7905454042
ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ	+91 9358251117
بک امپوریم، اُردو بازار، سبزی باغ، پٹنہ۔4	+91 9304888739
کتاب دار، ممبئی	+91 9869321477
ہدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس، حیدرآباد	+91 9246271637
مرزا ورلڈ بک، اورنگ آباد	+91 9325203227

arshia publications

A-170, Ground Floor-3, Surya Apartment, Dilshad Colony, Delhi - 110095 (INDIA)
Mob: +91 9971775969, +91 9899706640 Email: arshiapublicationspvt@gmail.com

حرف انتساب

فدائے سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عم محترم رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

شان شہدائے احد ناظم مدینہ منورہ

امیر الشہدا سیدنا سرکار

امیر حمزہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حرف عقیدت

خواجہ خواجگان سلطان الہند سیدنا سرکار خواجہ

معین الدین چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شبیہ غوث اعظم سیدی سرکار مفتی اعظم ہند

محمد مصطفےٰ رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بانیِ مدارس ثلاثہ صوفئی باصفا حضرت مولانا

محمد شمس الدین علیہ الرحمۃ والرضوان

حرف تعارف

خاندانی نام	:	محمد حسن رضا
قلمی نام	:	حسن رضا اطہر
والدین	:	مخدومہ حلیمہ خاتون، الحاج داؤد حسین رضوی
گھر جنت	:	ریحانہ خاتون (اہلیہ)
		محمد حسنین رضا عرف مدنی ادیب اطہر
		محمد تحسین رضا عرف قادری بیٹے، رقیہ حسن عرف روشنی بیٹی
تاریخ پیدائش	:	5/مارچ 1978
آغاز شاعری	:	1995
پہلی اشاعت	:	گلابی کرن دہلی
تعلیم	:	فاضل درس عالیہ نظامیہ
مصروفیات	:	مذہبی اجلاس ونعتیہ مشاعروں میں نظامت
تصانیف	:	زمزمہ کلام (نعتیہ مجموعہ)
تالیف	:	دھوپ کا سائبان
		اختر شاہ جہاں پوری کا مجموعہ دیوناگری میں
تازہ مجموعہ	:	انبساط (نعتیہ مجموعہ)
پتا	:	شعبہ ادبیات حنفیہ غریب نواز
		سیونڈیہ بوکارو سیٹی 827010 (جھارکھنڈ)
		موبائل 09431322360

تحسینِ ناتمام

جناب حسن رضا اطہر کا نام دنیائے شعروادب میں قطعی محتاج تعارف نہیں وہ ایک صاحب طرز شاعر اور کامیاب ناظم کی حیثیت سے جانے مانے جاتے ہیں۔ اجلاس میں ان کی شمولیت کامیابی کی ضمانت تصور کی جاتی ہے۔ برصغیر کے بیش تر موقر رسائل و جرائد میں تواتر سے ان کا کلام اشاعت پذیر ہوتا رہتا ہے۔ اور اربابِ فکروفن میں نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ نیز اہل ولا میں خاصا مقبول بھی ہے۔

یہ اعزاز ہر کس و ناکس کو نصیب نہیں ہوا کرتا، یہ سراسر کرم کے معاملے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو کہ حسن رضا نے کسی تاجدار و جہاں دار کی قصیدہ خوانی نہیں کی، وہ تو سید الاولین والاخرین، امام المرسلین، محبوب رب العلمین، سیدنا وسندنا، حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کی نعت گوئی کے شرف عظیم سے مشرف ہیں۔ یعنی دیارِ نعت سے وہ ایک بڑا مضبوط اور والہانہ تعلق رکھتے ہیں۔

میرے لیے یہ خبر فرحت قلبی اور روحانی انبساط کا باعث بنی کہ عنقریب ان کا مجموعہ نعت اپنی تمام تر نور افشانیوں کے ساتھ بام منظر پر طلوع ہوا چاہتا ہے۔ ادوارِ سابقہ میں بہ نسبت ہمسایہ ملک ہمارے یہاں نعتیہ ادب پر کچھ کم ہی کام ہوا ہے۔ اسکے اسباب میں وسائل کی کمی، مناسب مواقع کا فقدان، مضبوط نعتیہ پلیٹ فارم کی عدم دستیابی وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن مقام اطمینان ومسرت ہے کہ عصر موجود میں ہندوستان میں فن نعت گوئی اپنے حقیقی فروغ کی جانب رواں دواں ہے۔ کثیر تعداد میں جدید اسلوب سے آراستہ نعتیہ

مجموعوں کی اشاعت اور نعتیہ جرائد و رسائل کا اجرا خوش آئند اور امید افزا ہے۔

الحمدللہ اس ضمن میں دبستان نوابیہ عزیزیہ قاضی پور شریف بھی مصروفِ خدمات ہے۔ اور نعت و مناقب کے فروغ میں اس کا دائرہ کار روز بروز وسیع تر ہو رہا ہے۔

ان دنوں کئی نعتیہ مجموعے نظر نواز ہوئے جنہیں دیکھ کر یوں لگا کہ ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی کی بنسبت اس سلسلے کو دراز سے دراز تر کر رہی ہے۔ کیونکہ ہر آنے والا لمحہ آقائے کائنات، فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عزت و شان اور مراتب و درجات میں رفعت کا باعث ہے۔ اور سرورِ کون و مکاں کی ثنا گوئی رفعت ذکر مصطفیٰ کا وسیلہ اور سرمایہ اہلِ ایمان ہے۔

لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی بارگاہ میں گلہائے درود و سلام پیش کرنا اہل محبت کا دستور حیات ہے۔ یہ کوششِ نعت پروانۂ نجات و سعادتِ دارین کی ضامن ہے۔ جناب اطہر کی کاوشِ ثنا بھی اپنے نو بہ نو اور تازہ بہ تازہ ردائف و قوافی اور اسلوب و لفظیات کے باعث اسی سلسلے کی ایک خوبصورت اور مضبوط کڑی ہے۔ انکا اچھوتا اور منفرد اندازِ مدح گوئی یقیناً اہل محبت کے ہاں قدر افزائی کا باعث بنے گا۔ میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت جناب اطہر کے مجموعہ کلام "**انبساط**" کو قبولیت خواص و عوام سے نوازے۔

آمین ثم آمین بجق سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم

سگ بارگاہ نوابی

سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی

بانی وصدر دبستان نوابیہ عزیزیہ قاضی پور شریف (رجسٹرڈ)

انبساط کی تجلیاں

حسن رضا اطہر سلمہ اللہ تعالیٰ میرے لئے لائق تکریم و تعظیم اس لئے ہیں کہ وہ صرف ناظم و ادیب ہی نہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے سرتا پا مظہر بھی ہیں۔ مشاعروں کی خصوصاً نعتیہ محفلوں کی نظامت کا فریضہ وہ اس طرح انجام دیتے ہیں گویا وہ ان شب و روز کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو کو اپنے جلو میں لئے ہوئے ہیں، جو اس ذات مقدس کے گواہ ہونے پر موجود ہیں، حسن رضا اطہر سے مجھے حضرت مولانا قاسم حبیبی برکاتی صاحب کے توسط سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ ایک خوبصورت نوجوان کو دیکھا اور پھر اسی نوجوان کی زبان سے مسلسل نعتیہ اشعار سنے۔ کبھی میں ان کی نوعمری کی طرف نگاہ کرتا تھا، تو کبھی اشعار کی مقدس بلوغت کو دیکھتا تھا اور خود پر کف افسوس ملتا تھا کہ اس عمر میں مجھے کیوں یہ پختہ کاری اور محبت ارزانی نہ ہوئی تھی۔ اب آج ان کا حکم نافذ ہوا کہ میں ان کے اشعار پر کچھ لکھوں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سعادت عظیم و عظمیٰ کے لئے ان کی نگاہ اس سراپا تقصیر پر کیوں پڑی۔ غالباً یہ بھی اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈالا کہ اس بہانے میں بھی سعادتوں کو سمیٹ سکوں۔ وہ سعادتیں کہ جن کا سلسلہ بخشش اور سعادت جاوداں سے ملتا ہے۔ حسن رضا اطہر جھارکھنڈ سے تعلق رکھتے ہیں پشتینی تعلق سے سمجھ میں نہیں آتا کہ شعر و ادب سے ان کی گہری وابستگی کیسے پیدا ہوئی معاً خیال آیا کہ روح جاگ رہی ہو اور آدمی علم

دین کا عالم ہو تو سارے قرینے اور ادبیت اس میں سمٹ ہی آتی ہے۔ یہ قرینہ اس نہج پر ہے کہ مجھے تعجب میں ڈوب جانا پڑا جب نعت میں غالب کا ذکر آجائے اقبال کا ذکر بھی ہے لیکن غالب کا جواز نعت کے شعر میں پیدا کرنا بنیادی عبقریت ہے۔ غالبًا اس مئے نوش کو اس کے نعتیہ شعر پر اللہ کی طرف سے یہ بات اطہرؔ کے دل میں ڈالی ! گئی ہوگی

غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

اب اطہرؔ کا یہ شعر دیکھئے کس چابک دستی کے ساتھ غالب کو اپنی نعت کا پیوند بنا دیا

میں چاہتا ہوں نعت میں اقبال کا شعور
غالب کے فکر وفن کی ادا چاہتا ہوں میں

ذہانت اور محبت رسول اکرم میں ڈوب کر وہ موتی بکھیرتے چلے جاتے ہیں چند شعر ملاحظہ فرمائیں:

خامۂ شاخ طیبہ چوم
نعت نبی کا لہجہ چوم
ہاتھ لگا مت جالی کو
اشک سے گنبد خضری چوم
جنت میں جانا ہے اگر
آقا کا دروازہ چوم

انگوٹھی لے کے آئے ہیں نگینہ چھوڑ آئے ہیں
بہت پچھتا رہے ہیں جو مدینہ چھوڑ آئے ہیں

زیب تن کر کے قیامت میں شفاعت کا لباس
مصطفیٰ آئیں گے بخشش کی ردا اوڑھے ہوئے

فکر کی تازہ کاری ان کی نعتیہ شاعری کی روح رواں ہے۔ تمام اشعار فکر کی جدت اور زبان پر مکمل گرفت کا آئینہ ہیں ذہانت ہو، عبقریت ہو، دنیا کی ساری خوبیاں ہوں لیکن ان میں چمک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی نہ پیدا کی جا سکتی ہے۔

الحمد للہ دین متین اور شریعت مطہرہ کا یہ سپاہی علم کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ہمارے اس پرفتن دور میں مکمل اشاریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے علم اور اس کے سخن کو دوام عطا فرمائے اور ہم سے عاصیوں کی مغفرت کا سامان پیدا فرمائے۔ حسن رضا اطہرؔ جو میرے بیٹوں نہیں بلکہ نواسوں اور پوتوں کے ہم عمر ہیں۔ وہ ستارۂ اقبال و بخشش میں نے ان کی پیشانی پر چمکتے ہوئے دیکھا ہے جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی والہانہ محبت اور وابستگی کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سخن گستری کو مدینے والے کی چوکھٹ پر سجدہ ریز فرما دے۔ آمین یا رب العلمین .

سید ابوالحسنات حقی
سابق پرنسپل حلیم مسلم ڈگری کالج
کانپور

حسن رضا اطہرؔ کا مجموعہ نعت
”انبساط“

پرستارانِ نعت کے لیے سوغاتِ کیف و نشاط

نعت کی تعریف و تاریخ کے حوالے سے، آموختہ دہرانے میں کوئی مضائقہ نہیں، اردو شاعری میں نعت کا موضوع اپنے اندر بڑی دلکشی اور دلبری رکھتا ہے۔ اس حدیث دلبری میں عشق و محبت کی ایسی وابستگی اور والہانہ پن کا اظہار ملتا ہے جس کی نظیر کسی دوسری صنف شاعری میں نہیں پائی جاتی۔ ”حدیث دلبر“ ہر حال میں خوشتر خوب تر اور پر سحر ہوتی ہے۔ اس سے لذت، مسرت اور بصیرت سبھی کچھ حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے کہ نعت کا موضوع ایک ایسی بابرکت ذاتِ گرامی سے وابستہ ہے جس کی عظمت لامحدود اور جس کی وسعت بے پایاں اور بے کراں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس جو رحمت عالم بن کر آئی اور عالم انسانیت پر ابر رحمت بن کر برسی، جس سے پوری انسانیت کی کھیتی سرسبز و شاداب ہوئی۔ نعت گوئی، عشق رسول اور شوق مدینہ و مکہ ہندوستانی شعراء کا محبوب و مرغوب موضوع رہا ہے۔ تاریخی حیثیت سے بھی اردو میں نعت گوئی کی روایت نئی نہیں ہے بہت پرانی ہے، اتنی ہی قدیم ہے، جتنی کے اردو شاعری! اور عربی زبان میں تو نعتیہ شاعری حضور کے زمانے سے تادم تحریر تسلسل و تواتر کے ساتھ جاری ہے۔ قصیدہ بردہ شریف اس کی اولیں مثال ہے!!

نعتیہ شاعری کا آغاز اور ارتقا عربی کے نعتیہ قصائد کی روایت سے ہوتا ہے۔ بعدہ یہ روایت ایران پہنچی اور وہاں کے فارسی شعراء نے اس روایت کو مزید ترقی دی۔ اس طرح عربی اور فارسی کے توسط سے اردو میں نعتیہ شاعری کا روحانی اور ایمانی آغاز ہوا۔

نعت، ادب کی ایسی بابرکت صنف ہے جو قلب انساں اور روح پریشاں کو ایسی طمانیت و تطہیریت بخشتی ہے، جس کا تصور و تخیل فکر انسانی کے دائرہ سے بالاتر اور محال ہے۔ اس کیفیت اور جذبیت کو صرف اور صرف قوت مدرکہ ہی محسوس کر سکتی ہے۔ نعت ہی وہ حسین ذریعہ وسیلہ ہے جو ذات مصطفیٰ سے اٹوٹ وابستگی و وارفتگی کے لئے ازبس ضروری ہے۔ یہی سبب ہے کہ جب بھی ہمارے شاعر کے ہونٹوں یا پردۂ ذہن پر نعت کا کوئی شعر دستک دیتا ہے تو فی الفور ہمارا رشتہ و رابطہ آقائے نامدار، پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم سے استوار ہو جاتا ہے۔ اور ہم تخیل و تصور کے برعکس، بذات خود حضور مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں خود کو مجسم موجود پاتے ہیں! نعت گوئی صرف ایک فن ہی نہیں بلکہ وہ الہامی کیفیت بھی ہے جو خود صاحب نعت بھی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی منظوری کے بغیر نہیں کہہ سکتا!

کالی داس کے ڈرامے، فردوسی کا شاہنامہ، ملٹن کی فردوس گم شدہ، دانتے کی ڈیوائن کامیڈی، اقبال کا جاوید نامہ، حفیظ جالندھری کا شاہنامہء اسلام، صوفی اکبر وارثی میرٹھی کی میلاد اکبر، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کی عالمگیر نعتیں و سلام، مظفر وارثی میرٹھی ثم کراچی کی نعتیں ہوں یا طرز جدید کے عبدالعزیز خالد کی نعتیں، جن کی قدر و قیمت سے کوئی صاحب علم و ادب انکار کی جرأت نہیں کر سکتا، سب کی سب موضوعاتی شاعری اور کسی نہ کسی مذہبی تناظر کے ذیل میں آتی ہیں اور اس کے ساتھ ہی اقبال کے ”ارمغانِ حجاز“ کو بھی اس میں شامل کر لیجیے جو قطعات کی ہیت میں ”حضور رسالت“ کے عنوان سے نعت نبوی کا شاہکار ہے، وفور شوق میں یہ ایک ایسا پیام محبت بن گیا ہے جس میں عشق کی

سوزش، اس کی سرمستی وسرفروشی، آہ ونالہ، سوز وساز، کیف وکرب اور درد وداغ سب کی کار فرمائی ہے نیز اس میں فن وہیت کی وہ ساری خوبیاں اور خصوصیات موجود ہیں جو کسی تخلیق کو اعلیٰ معیار، اعتبار، افتخار اور وقار بخشتی ہیں۔ دراصل، موضوع جتنا عظیم ہوگا اس کے بطن سے اتنے ہی عظیم شاعری کے سوتے پھوٹیں گے بشرطیکہ شاعر وفن کار نے اسے جذبے کی سان پر اور عقل کی میزان پر خوب چھان پھٹک کر سپرد قلم کیا ہو!!

حسن رضا اطہر کی نعتیں صرف خواص کے لیے نہیں، عوام وامی سامعین کے لیے بھی نعمت غیر مترقبہ کہی جاسکتی ہیں حسن رضا اطہر کی متحرک فطرت اور نایاب کارکردگی کے سبب، ان کی شخصیت اور شاعری، جس طرح تاریک کن حالات میں، جوہر سیماب کی مانند، نعتیہ شاعری کے متوالوں، حضور اکرم کے پروانوں اور سیرت رسول کے دیوانوں کو جس طرح بیداری وعمل اور سنت نبوی کی پیروکاری کی کامیاب کاوش وکاہش میں لگن، جتن اور مگن ہیں، وہ قابل تحسین ہے۔ بالفاظ دگر، حسن رضا اطہر، اکبر وارثی میرٹھی، حفیظ جالندھری، عبدالعزیز، اقبال، ساغر وارثی اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت احمد رضا خاں اور دوسرے متعدد نعت نگاروں کی طرح فروغ نعت میں سرگرم عمل ہیں!

بہرکیف! فن نعت کی تعریف، تاریخ، توضیح اور تصریح کے بعد، نعتیہ مجموعہ ثانی **''انبساط''** کے تخلیق کار کی ولادت، تعلیم، تلمیذ، تدریس، بود وباش اور فن شاعری، خطابت، نظامت نیز مزاج ومذاق پر بھی، قارئین کی آگہی وعرفان کے لیے روشنی ڈال لی جائے۔

عصر رواں میں اُفق ادب پر چمکتے ہوئے اور نعتیہ شاعری میں مہکتے ہوئے، بالخصوص، خطابت ونظامت میں چہکتے ہوئے ایک تابندہ ستارے کا، والدین کی جانب سے رکھا گیا نام'' محمد حسن رضا انصاری اور میدان شعر وادب کا اختیار کردہ قلمی نام حسن رضا اطہر ہے۔ والد محترم کا اسم گرامی داؤد حسین انصاری اور والدۂ محترمہ کا نام حلیمہ خاتون ہے حسن رضا اطہر کا موروثی تعلق سرزمین اکریدبستی بوکاروسٹی جھارکھنڈ ہے۔ موصوف عزیز خیر

انبساط
حسن رضا اطہر

سے (تادم تحریر) دو بیٹوں اور ایک بیٹی کے باشرع وباریش اور باہوش والد ہیں! ان کی ولادت ۱۹۷۸ء میں ہوئی گویا، ان کو اس خاکدان ارضی میں آئے ہوئے اکتالیس (۴۱) برس ہو رہے ہیں۔ آغاز شاعری ۱۹۹۵ء میں، فاضل درس نظامیہ کی سند رکھتے ہیں۔ طالب علمی کے زمانے سے ہی اطہر کو مذہب ومسلک، غزل اور نعت سے بغایت دلچسپی ہے۔ شاعر دوست ہیں، مذہب پرست ہیں، مکتوب پسند ہیں، اطہر ایک حرکیاتی شخصیت کے مالک ہیں۔ مذہبی جلسوں اور نعتیہ مشاعروں کے انعقاد اور نظامت وخطابت کے دلدادہ ہیں۔ ان کی ایمانی، اسلامی، ایقانی اور نورانی شخصیت نے انھیں مسلکی ومذہبی معاشرے میں ایک اہم مقام عطا کیا ہے۔ خلیق انسان اور نفیس مسلمان ہیں۔ ان کی طبیعت میں انکساری کے ساتھ خودداری بھی ہے۔ حسن رضا اطہر کے خمیر وضمیر میں انصار یوں کی سی حمیت، دل آسائی، دلبری، دلدادگی، ایثار، احترام، جود وسخا کی خصوصیات شامل ہیں۔ انھیں اپنی شاعرانہ حیثیت کی پہچان اور نظامت کا عرفان ہے۔ اگرچہ انھوں نے جھارکھنڈ جیسے غیر ادبی دیار میں آنکھیں کھولیں اور وہیں سکونت پذیر بھی ہیں لیکن ان کی نستعلیق گفتگو، ان کے رہن سہن اور ان کے ادیبانہ وشاعرانہ تربیت یافتہ مزاج سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ دبستان شاہجہاں پور کی تہذیب وثقافت اور معاشرت کے دلدادہ اور لکھنوی اقدار کے پیروکار ہیں۔ مذموم شاعرانہ حرکتوں، رکیک کرتبوں اور رذیل خرافاتوں سے وہ دور ہیں۔ اسی سبب ان کا شاعرانہ مرتبہ ہنوز بے داغ ہے۔ نعتیہ ادب میں جو کچھ بھی مقام و مرتبہ انھوں نے حاصل کیا ہے اس میں کسی اور کی مہربانیوں، کرم فرمائیوں اور بیساکھیوں کا دخل نہیں ہے، البتہ اپنے ادبی پیر ومرشد معتبر ومعمر استاد شاعر حضرت اختر شاہ جہاں پوری کے فیضان شاگردی نے ان کے ذہنی دریچے وا کرنے میں بھرپور معاونت کی ہے! اطہر عروضی وبحوری گیانی بھی ہیں اور جو کچھ بھی کہا ہے، اچھے استاد کی نگرانی میں کہا ہے۔ ابتدائے سخن میں ان کی زبان پر جھارکھنڈ کا اثر تھا۔ اختر شاہ جہاں پوری کی شعری سرپرستی

کے سبب دبستانِ روہیلکھنڈ کی خوش بیانی، ان کے کلام کو چار چاند لگاتی ہے۔ جھارکھنڈ کے حسن رضا اطؔہر نے شاعری میں مفتخر اور معمر شاعر اختر شاہ جہاں پوری کو ۱۹۹۵ء میں اپنا خضرِ راہ تسلیم کیا تھا۔ ان کا انتخاب بذاتِ خود اس حقیقت کا غماز ہے کہ وہ باشعور بھی ہیں، فہیمدہ و سنجیدہ بھی ہیں اور دوراندیش بھی! استاد اور شاگرد میں بڑی انسیت اور قربت بھی ہے استاد بھی انھیں اپنی معنوی اور لاڈلی اولاد مانتے ہیں اور شاگرد رشید حسن رضا اطؔہر، ان سے بغایت و نہایت ارادت و عقیدت رکھتے ہیں۔ اپنے استاد کی روش پر گامزن رہتے ہوئے انھوں نے بیشتر اصنافِ سخن پر طبع آزمائی کے جوہر دکھائے ہیں پہلے پہل غزل پر خصوصی شوق و شغف کے بعد انھوں نے اپنے لیے نعت گوئی کو مختص کر لیا ہے۔ ان کے نعتیہ شعروں میں اثر انگیزی قابلِ رشک ہے۔ تغزل کی چاشنی اور بیان کی شیرینی ان کے کلام سے قاری کے رشتے کو مربوط و مستحکم رکھنے میں بھرپور معاونت کرتی ہے۔ ان کے نعتیہ شعروں میں دل کی دھڑکن اور روح کی تڑپن محسوس کی جا سکتی ہے۔ درد کی وسعت، رنج کی شدت اور حبِ رسول سے عقیدت و عظمت ان کے شعری سفر کو آفاقی اور لافانی بنانے میں، معاونت کرتے ہیں۔ وہ غیر ضروری اور بھرتی کے اشعار بالکل پسند نہیں کرتے۔ ان کی نعتیہ شاعری کے مطالعے سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ حتی الامکان استعارے بھی کم استعمال کرتے ہیں، ان کی نعتوں میں مبالغوں اور مغالطوں کی خامیاں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی ہیں۔

حسن رضا اطؔہر سے گرچہ راقم سطور کی بالمشافہ ملاقات نہیں ہوئی ہے تاہم، ان سے فونی رابطہ، ان کے مکتوبات کے علاوہ، اب ہوا ہے۔ ان کی فونی گفتگو سے ان کی زندہ دلی، ان کی بصیرت و بصارت، ان کی پہچان و پرکھ، ان کی خاکسار کے تئیں ادب و احترام اور ان کی مذہبیات، اسلامیات اور حبِ رسول سے بے نہایت عقیدت کا اندازہ لگانے میں مجھے دیر نہیں لگی۔ مزید یہ کہ ان کی مذہبی بزم آرائیاں، ان کی نعتیہ قلم کاریاں، ان کی لن ترانیاں، ان کی گل افشانیاں، ان کی شعری نظامت آرائیاں اور ان کی اہلِ سنت و جماعت

کی ہنگامہ آرائیاں، چہار دانگِ عالم میں نہ سہی، ہندوستان کے مذہبی و مسلکی حلقوں میں تہلکہ و تموج ضرور برپا کر رہی ہیں! لطف یہ کہ اطؔہر ان قلمکاروں میں سے ہیں جو اپنے بل بوتے پر میدانِ شعر و ادب کے پہلے شاعر، پھر خطیب اور بعدہٗ ناظم بنے۔ ان کا تکیہ نہ میراث پر ہے اور نہ مسند و منصب پر ہے! اطؔہر کو صبر و رضا، توکل و قناعت ورثے میں ملی تاہم شاعری نہیں، اس میدان کے یہ خود کفیل اور خود وکیل ہیں۔ متوسط گھرانے کے فرد ہونے کے سبب صبر آزما حالات سے بھی انھیں واسطہ پڑا لیکن دھوپ کے سیلاب اور آندھیوں کے لشکرِ جرار سے ضرور محفوظ رہے ہیں، اپنے پیروں پر مضبوطی سے کھڑے ہیں، ان کا شعری سفر رائیگاں نہیں گیا، قدرت نے انھیں شہرت و عزت اور قدرے سکون و سرور سے نوازا ہے۔ نعت کے حوالے سے ان کا نام ادبی حلقوں سے نکل کر ایک عام آدمی تک پہنچا ہے اور ایک عام آدمی اور قاری کی جو محبت ان کو حاصل ہے وہ کم ہی شاعروں کے حصّے میں آتی ہے۔ ان کا اولیں شعری مجموعہ ''**زمزمہ کلام**'' طبع ہو کر عوام کی بارگاہ میں آ چکا ہے، حسن رضا اطؔہر نے شانِ اقدس رسول ﷺ میں پوری عقیدت سے کس وفورِ سرور اور استفساری انداز و اسلوب میں سلاست و فصاحت، علامت و نزاکت کے ساتھ اشعار نچھاور کیے ہیں دیکھیے!

شبِ شیاہ کو شرمندگی ہوئی کہ نہیں
وہ آگئے تو بتا روشنی ہوئی کہ نہیں
بتا ہوا کہ نہیں سرخرو گدائے رسول
ذلیل سطوتِ شاہنشہی ہوئی کہ نہیں

مذکورہ اشعار، اطؔہر کے تیور، تیزی، طنطنہ اور ہمہمہ کے واشگاف عکاس ہیں اور اپنے طرزِ بیان میں انفراد و اختصاص کے حامل بھی! رسولِ اکرم، ہادیِ اعظم، حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ سے محبت و عقیدت اور فکر و خیال کی ندرت سے آراستہ، آرزو، التجا، تمنا اور

خواہش سے مملو یہ شعر بھی ملاحظہ ہوں!

تمام عمر کی محنت وصول ہو جائے
بس ایک نعت کا مصرع قبول ہو جائے
کہاں میں شمس کا طالب قمر کا شیدائی
یہ خاکسار مدینے کی دھول ہو جائے

حسن رضا اطہر نے غزل کے فارم یا ہیئت میں بھی بے حد فصیح و بلیغ، پر معنی اور سحر آفریں نعتیہ غزلیں سپردِ تحریر کیں ہیں جن میں زبان کی سادگی کے ساتھ تازگی، نغمگی، شیفتگی اور ترنم و تلاطم کی روانی نے ان کے کلام کو عوام و خواص میں خوب مقبول کیا ہے اور کشش و تپش نے تاثر آفرینی بھی پیدا کر دی ہے۔ درج ذیل نعتیہ شعر سے ان کی خوبی محبوبی کا بخوبی احساس و اندازہ ہو جاتا ہے!

موضوعِ گفتگو ہے مرا عشقِ مصطفیٰ
کیسا عروجِ عشق کہاں کا زوالِ عشق

شدید خواہش اور آرزو کا اظہار بھی دیکھیے!

آپ کا خیالِ مصطفیٰ ☆ جی ہو بحالِ مصطفیٰ
آپ ہی کے در پہ ہو مرا ☆ کاش انتقالِ مصطفیٰ

لمحہ بہ لمحہ، زینہ بہ زینہ، قدم بہ قدم، قلم بہ قلم اور جاں نثارِ رحمتِ عالم، حسن رضا اطہر، جس سبک روی، ہنروری اور سخنوری سے علمی، ادبی، معاشرتی، اخلاقی، مذہبی اور اسلامی شعری سفر کی جانب گامزن ہیں، اس کی مثال خال خال ہی نظر آتی ہے۔ حسن رضا اطہر کی قلندری اور اُردو مافیاؤں سے دوری کے باوصف، ان کی بحیثیت نعت گو شہرت و شہامت، قدر و منزلت اور مقبولیت و محبوبیت کا گراف، عمر گزراں کے ساتھ، اہلِ دانش و بینش اور پرستارانِ رسول میں بتدریج بلند و بالا ہوتا جا رہا ہے! ان کا عرفان، ان کا رجحان، ان کا میلان اور ان کا ایقان خوب سے خوب تر کی تلاش و تدبیر کی جانب رواں دواں ہے

ان کی غزلیہ بحر کی نعتوں میں حدیثِ دل میں بھی ہے، حدیثِ دلبری بھی ہے، حدیثِ دنیا بھی ہے اور حدیثِ عقبیٰ بھی ہے! ان کی نعتیہ شاعری میں ناشائستہ خیالات سے گریز، سیاہ خامیوں سے پرہیز اور شستہ خیالات سے لبریز ایک دلکش و دل آسا آبشارِ نور نمایاں ہے!!

حسن رضا اطہر کا نعتیہ مجموعہ ثانی ''**انبساط**'' ایک گلدستۂ عقیدت ہے جو بلاشبہ شاعر موصوف کے حق میں حدیقۂ آخرت، قارئین کے لیے توشۂ رحمت اور سامعین کے لیے ارمغانِ برکت سے کم نہیں! دراصل فکرِ نعت، مرحلۂ اظہار، جستجوئے آہنگ اور تلاشِ صد رنگ کی مخصوص ساعتوں میں، شاعر کے قلب و نظر پر وارد ہونے والے روحانی، نورانی اور ایمانی تجربات، تخلیقی لمس سے مستفید و معتبر ہو کر یکبارگی بہ شکل نعت جگمگا اُٹھے ہیں اور ایک شانِ دلبرائی کے ساتھ مختلف و منفرد شعری پیکروں میں ڈھل گئے ہیں۔ بہ طورِ نمونہ یہ شعر دیکھیے!

میں بھی کسی اویس کا جذبہ ضرور ہوں
شہرِ نبی سے دور ہوں پیشِ حضور ہوں
ہجرِ درِ رسول سے دل ہے لہو لہان
اے سنگِ التفات میں زخموں سے چور ہوں

(تلمیح)

میں جانتا ہوں نعت کا لہجہ غزل کا شور
میں بے شعور شخص نہیں با شعور ہوں

(انا، ادراکِ فن)

حسانِ مصطفیٰ کی نوازش ہے اس لیے
کم ہی سہی میں واقفِ فن بجور ہوں

(تلمیح، فخر و مباہات)

واقعہ یہ ہے کہ نعتیہ شاعری محض شاعری نہیں بلکہ یہ شیشوں اور آبگینوں کی ایسی زیرک کاریگری ہے جو بڑی ریاضت، بصیرت اور عقیدت چاہتی ہے۔اصولِ نعت معنی و مفاہیم اور حبِ رسول کی خدمت میں نعتیہ سوغات کے پیشِ نظر مذکورہ چند مثالیں حیطۂ تحریر میں لائی گئی ہیں، وگرنہ تو ایک طویل فہرست ہے کیونکہ ایسے بے حد وحساب، عشاقانِ مصطفیٰ ہیں کہ ان کی پوری زندگیاں نعت گوئی و نعت خوانی میں ہی گزر گئیں۔اصل میں نعتِ سرکارِ دو عالم ﷺ از خود ایسا بحرِ بیکراں ہے کہ بس!

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے
ان کے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

عزیزی اطہر ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ ہیں اس لیے ان کے نعتیہ کلام میں عشقِ رسول ﷺ کا جذبہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا محسوس ہوتا ہے اس کا ایک سبب ہادیِ برحق سے بے پناہ محبت، عقیدت اور فدویت بھی ہے۔جس کو پڑھنے والے بخوبی محسوس کر سکتے ہیں:

مزید چند نعتیہ اشعار کے مطالعہ سے اپنا ایمان تازہ کیجیے !!

گھر کے دیوار و در دریچہ و طاق
سب مرے مصطفیٰ کے ہیں مشتاق
نعت پڑھتے ہیں مہر و ماہ و نجوم
ذکر کرتے ہیں انفس و آفاق
آپ کا نام اسمِ اعظم ہے
آپ کا نام زہر کا تریاق

فکرِ سخن میں فکر اگر روحانی ہوگی
نعت رسالت لکھنے میں آسانی ہوگی

اپنا ہر غم کہیے اپنے آقا ہی سے
ورنہ جس سے کہیے آنا کانی ہوگی
ناز ہے جن کو مال وزر اور دولت پر
مجھ کو دیکھ کے طیبہ میں حیرانی ہوگی

جنت کی طرح خلد کے نقشے کی طرح ہے
دنیا میں کوئی شہر مدینے کی طرح ہے؟

(صفاتِ مدینہ)

سر سبز ہے بس گنبدِ خضریٰ کی بدولت
ورنہ یہ جہاں ایک جزیرے کی طرح ہے
بے اشکِ ندامت بھی کوئی آنکھ ہے اطہر
بے ریش کا چہرہ کسی چہرے کی طرح ہے

(تاکیدِ ریش)

غزل کے اسلوب (Style) میں یہ نعتیہ اشعار بھی قاری و ناقد کے درِ دل پر دستک دیتے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں:

نوید جاں فزا ہے ☆ کدھر بادِ صبا ہے
تخیل میں ہمیشہ ☆ مدینے کی فضا ہے
فصیلِ شب پہ یہ روشن ☆ چراغِ مصطفیٰ ہے
کسی بھی وقت جاؤ ☆ درِ آقا کھلا ہے

(مختصر بحر میں غزل کی ہیئت سے مملو مذکورہ اشعار لائقِ تحسین ہیں)

عروجِ نقش پا رُکتا نہیں ہے

خیالِ ارتقاء رکتا نہیں ہے
نبی کا ذکر ہے ذکرِ مسلسل
نبی کا تذکرہ رُکتا نہیں ہے
مدینے سے اگر پیغام آئے
غلامِ مصطفیٰ رکتا نہیں ہے

(ارتقاءِ تحریر)

حسن رضا اطہر کی جدت وندرت، نئے لہجے، نئے اسلوب اورنئی طرزِ نگارش کی بے نہایت تمنااور آرزو، بہ طورِخاص، شاعرِ اسلام، علامہ اقبال جیسا شعور، غالب کی فکراور جدت طرازی کی خواہش کے عکاس یہ شعربھی موصوف کی کاوش وکاہش کے غماز ہیں:

لہجہ نیا بہت ہی نیا چاہتا ہوں میں
رنگِ رضا میں رنگِ ثنا چاہتا ہوں میں
میں چاہتا ہوں نعت میں اقبال کا شعور
غالب کے فکر و فن کی ادا چاہتا ہوں میں
ہو جائے جس کو ہونا ہے ناراض شوق سے
بس اپنے مصطفیٰ کی رضا چاہتا ہوں میں

(اقبال اورغالب کی طرح شہرت دوام کی تمنا)

حسن رضا اطہر نے غزلیہ ڈکشن اور سحر انگیز فارم سے مزئین ومملو ایسے ایسے اشعارمن میں ڈوب اورجم کر سپردِتحریر کیے ہیں نیز نعت کے حوالے سے علمیاتی زمرے اور شعری زاویئے میں جو تبدیلیاں ہو رہی ہیں اور بصیرتوں نے قدیم خیالات کو جس طرح تبدیل کیا ہے اورزبان، خیال، معانی، متن، تہذیب، ثقافت اوردینی معاملات میں جوتازہ کارسچائیاں اورتبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں، اطہر کی نظر شاہین نے ان کو پرکھ لیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ان کی نعتوں میں جدت طرازی اورندرت کو محسوس کیا جاسکتا ہے۔ حسن رضا اطہر نے اپنی نعتوں میں خوب جھوم جھوم کراور خوب بوند بوند رحمتوں اور برکتوں کی ساون برسائی ہے ویسے اُردو میں تواب تک غزلیہ ساون برستا رہا ہے! مزید برآں! حسن رضا اطہر کے جواں سال تجربے کی آگ اور جذبے کی آنچ سے ان دنوں میدانِ نعت روشن ومنور ہے! اس کے باوصف، گرچہ، ان کے اکثر شعروں میں ہمیں روایت کی تکرار بھی نظر آتی ہے لیکن ان میں اعلیٰ تخیل، فصاحت و بلاغت، جوش وجذبہ اورسادگی و پرکاری کا ایسانمونہ بھی موجود ہے کہ وہ اپنے فن میں کامران نظر آتے ہیں اورہمیں کہیں ایسامحسوس نہیں ہوتا ہے کہ موصوف صرف روایت کی پاسداری کررہے ہیں یا طرزِ کہن اپنائے ہوئے ہیں۔

حسن رضا اطہر کی، جیسا کہ ماقبل تحریر کیا گیا، بیشتر نعتیں غزل کی ہئیت میں ہیں، ان کا اختصاص یہ ہے کہ وہ اس نازک اورلطیف پہلو سے بخوبی آگہی رکھتے ہیں اوراحترام و اکرام اورتقدس کوملحوظِ خاطر رکھ کرہی وہ قلم اُٹھاتے ہیں اورنعتیہ اشعار ہی سے قاری کو یہ احساس دلاتے ہیں کہ وہ ایک بہت ہی بلند وبالا اورعظیم المرتبت شخصیت کی مدح وتوصیف پیش کررہے ہیں، جہاں وہ سامع وقاری کے ذہن واحساس کوایک ملکوتی ماحول میں پہنچا دیتے ہیں۔ چنداشعار دیکھیے!!

نعت میں لفظوں کا پیراہن نیا اوڑھے ہوئے
خود بخود آئیں ردیفیں قافیہ اوڑھے ہوئے
زیب تن کر کے قیامت میں شفاعت کا لباس
مصطفیٰ آئیں گے بخشش کی ردا اُوڑھے ہوئے

(جدیدلب ولہجہ)

اے میرے اچھے رسول آقا
خراب ہوں میں قبول آقا

کلام شیریں سے کر رہا ہوں
شگفتہ لہجہ وصول آقا

(شگفتگیٔ کلام)

کچھ نہیں میں بس یہی ہوں کیا یہی کافی نہیں
شاعرِ نعت نبی ہوں کیا یہی کافی نہیں

(نعت گوئی پر افتخار)

روز و شب کی یہ عبادت کم نہیں ہے
نعت گوئی کی سعادت کم نہیں ہے

(نعت نگاری پر فخر)

وہ چاہتا ہے گہر یوں ہی ہاتھ آ جائے
جو نعت پاک کے دریا میں ڈوبتا بھی نہیں

(طنز ملیح)

من حیث المجموع ،راقم مضمون کا خیال ہے کہ زیادہ لکھنا کوئی کمال نہیں، اچھا لکھنا کمال ہے،ایک قلمکار وشاعر کی خوبی یہ ہونی چاہیے کہ وہ دوسرے تخلیق کار یا شاعر کی تقلید نہ کرے، اپنا اسلوب، اپنا اسٹائل اور اپنا طرزِ نگارش خود، کولمبس کی طرح دریافت کرے اس سیاق میں، اطہرؔ اپنے طرز میں لکھتے ہیں،عقل سے سوچتے ہیں اور دل سے کہتے ہیں، اسی لیے وہ عوام وخواص، عالم وعامی اور ناقد وقاری کے دلوں کی دھڑکن بنتے جا رہے ہیں۔ان کی فکروفرزانگی اور فراست کی تثلیث نعتوں میں توازن رکھتی ہے، تصادم نہیں!

حسن رضا اطہرؔ جامد الفکر نہیں، ناقص العلم نہیں بلکہ وہ کثیر المطالعہ اور باشعور اسلامی مزاج ومذاق کے حامل شاعر وناظم اور خطیب بھی ہیں ان کا کمالِ فن یہ ہے کہ انھوں نے ماضی میں گم ہو کر حال سے اجتناب نہیں کیا ہے،ان کے نعتیہ اسلوب سے اندازہ ہوتا

ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کے حاشیہ نشیں ،اقبال کے جاں نشیں ،اور تاریخ نعت کے سیر بیں ہیں !ان کی شخصیت وسیرت پر ان کے نام وتخلص کا کسی قدر اثر ضرور نظر آتا ہے۔یعنی حسن اور اطہرؔ، دونوں کی اعلیٰ اور ارفع اقدار ان کی نعتیہ شاعری، مذہبی جلسوں اور دینی محفلوں پر مسلسل سایہ فگن ہے!

بہر نوع !حسن رضا اطہرؔ کے اس دوسرے نعتیہ شعری مجموعہ بعنوان ’’انبساط‘‘ کی اشاعت پر میں انھیں بصمیم قلب تہنیت پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالی میں، حضور نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کے وسیلے سے دعاگو ہوں کہ موصوف کے اس شجرِ طوبیٰ ’’**انبساط**‘‘ کی روشنی اکنافِ عالم میں اس طرح پھیلے کہ ہر قاری اور سامع اور ہر انسان کا قلب اس کی حقیقتوں وتجلیوں سے روشن ومنور ہو جائے۔(آمین)

پروفیسر خالد حسین خاں
سابق صدر شعبۂ اُردو
میرٹھ یونیورسٹی، میرٹھ

حسن رضا اطہرؔ کی فکری طہارت

وہ لمحے اور ساعتیں یقیناً زندگی کا عظیم سرمایہ ہیں۔ جنکے دامن میں کسی نیک صالح عالم فاضل اور منکسر المزاج شخصیت سے ملاقات کے شگفتہ وشاداب پھول سجے ہوں۔ اور اپنی نکہتوں سے ماضی کے ساتھ ساتھ حال کے مشام جاں کو معطر و معنبر کر رہے ہوں۔ حسن رضا اطہرؔ سے کب اور کہاں پہلی ملاقات کا شرف حاصل ہوا یہ تو یاد نہیں لیکن انکا انداز گفتگو، انکا علمی سلیقہ، انکی با اخلاق شخصیت اور ادب و احترام کے سانچے میں ڈھلا ہوا لہجہ بساط ذہن پر آج بھی اپنی تابشیں بکھیرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ یہ تمام شوکتیں، رفعتیں اور عظمتیں جس نسبت سے اعتبار حاصل کرتی ہیں وہ نسبت ہے مدحت مصطفائی اور توصیف نگاری آقائے کل صلی اللہ علیہ وسلم حسن رضا اطہرؔ کو قدرت نے عشق مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی روشنی سے معمور و مزین دل عطا فرما کر نعت گوئی کا مستحسن جذبہ عنایت فرما دیا۔ جسکا نور حسن رضا اطہرؔ کو توصیف وثنائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نئے جہانوں کی سیر کرواتا ہے۔ اور اپنے سایۂ مستقل میں دنیا وخیال دنیا کی تمازتوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ نبی کونین حاجت روائے دارین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف بیان کرنا ہر زبان اور ہر قلم کے بس کی بات نہیں۔ اللہ کریم جسے چاہتا ہے یہ توفیق ارزانی فرما کر اپنے محبوب کے ثناگروں میں شامل فرما لیتا ہے۔ اور پھر اس منصب جلیل پر فائز فرما دیتا ہے جہاں مداح رسول عشق افروز ماحول میں اہل محبت کو یہ پیغام مسرت سناتا ہے کہ

سخن کی دادخدا سے وصول کرتی ہے
زبان آج ثنائے رسول کرتی ہے

(مظفر وارثی)

مظفر وارثی جیسے عاشق رسول نے یہ کہہ کر بیتاب جذبوں اور بے قرار تمناؤں کو اطمینان وسکون کی وادیوں تک پہنچانے کی کوشش کامیاب فرمائی۔ اور امام عشق و محبت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے تو تڑپتے ہوئے خیالات اور مضطرب تصورات کو نعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی زلف عنبریں کا اسیر بنا دیا۔ اور عاشقان مصطفیٰ کی تشفی کا سامان بایں انداز فراہم فرمایا

ہو نہ ہو آج کچھ مرا ذکر حضور میں ہوا
ورنہ مری طرف خوشی دیکھ کے مسکرائی کیوں

رباعی کے آخری دو مصرعے

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

ہمارے امام کی شوکت علمی کا تو سارا عالم معترف ہے ہی انکی شاعرانہ عظمتوں کا اعتراف غیروں نے بھی نہایت ہی خندہ پیشانی کے ساتھ کیا ہے۔ کسی نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ

''سچ وہی جو سر چڑھ کر بولے''

امام احمد رضا کا سچ ہی تو ہے جسکی نورانیت اہل محبت کا اثاثۂ ایمانی اور سرمایۂ روحانی ہے۔ حسن رضا اطہرؔ اپنے مخلصانہ انداز اور مودبانہ جذبوں کی بنیاد پر نعت نگاری کی اس منزل پر فائز ہیں جہاں تک پہنچنے کے لیے کافی مشق و مزاولت درکار ہوتی ہے۔ انکے اشعارِ نعت دیکھنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ واقعی مصطفیٰ جان رحمت کی عطائے خاص اور بزرگان دین بالخصوص سرکار اعلیٰ حضرت کی توجہات کا مشاہدہ ماتھے کی آنکھوں

سے کرنا ہو تو حسن رضا اطہر کے رخشِ فکر و آہوئے تخیل کی سرعت رفتار دیکھئے۔ اور اللہ کی رحمتوں کا حسین و خوبصورت منظر ملاحظہ کیجئے۔ نعت پاک کی برکتیں اپنی آغوش کرم میں سمیٹ لیں تو ادب و ادبیات کا ہر شعبہ ادیب و شاعر کو خراج محبت پیش کر کے مسرت محسوس کرتا ہے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ حسن رضا اطہر ایک کامیاب اور زہرہ نگار ادیب، شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ہی باکمال ناظم و نقیب بھی ہیں۔ اور اپنے انداز عاشقانہ، مزاج صالحانہ اور انکسار مدبرانہ کی بنیاد پر علمائے کرام اور شعرائے عظام کا ایسا خوبصورت اور حقیقت بر دوش تعارف کرواتے ہیں کہ نظامت و نقابت کی شوکتیں گلہائے محبت پیش کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ جلسہ و مشاعرہ میں شریک ہر شاعر و خطیب یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ حسن رضا اطہر نے میرا تعارف سب سے اچھے انداز میں پیش فرمایا ہے۔ یہی وہ انعام ہے جو ہر شاعر و ادیب اور ہر ناظم و نقیب کا مقدر نہیں بلکہ کسی کسی کی جھولی میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اور امتیاز و اختصاص کا تاج زریں سر کی زینت بنا دیا جاتا ہے۔ حسن رضا اطہر کے سر کی طرف دیکھئے تو آپ کو بھی محسوس ہوگا کہ یہ تاج قدرت نے بہ طفیل ثنائے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بھی عطا فرمادیا ہے۔
حسن رضا اطہر کی فکری جولانیاں ملاحظہ فرمانا ہوں تو آیئے مناجات کے یہ تین شعر ملاحظہ فرمائیں اور حسن رضا اطہر کی طہارت فکر و خیال کو داد و تحسین سے نوازیں دیکھئے کس شکوہ کے ساتھ اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کر رہے ہیں

حسن قرطاس و قلم افکار عالی دے خدا
دلنشیں انداز خط بے مثالی دے خدا
چلچلاتی دوپہر میں لذت ریگ عرب
مصطفےٰ کے عشق کو رنگ بلالی دے خدا
چھین لے میری زباں سے لفظ کی آوارگی
لہجۂ شفاک کو شیریں مقالی دے خدا

دل دردمند اپنے رب کی بارگاہ میں اشک بار ہو کر دعا کرتا ہے تو یقیناً دعا شرف قبول حاصل کرتی ہے۔ اور نتیجے کے طور پر عاشق رسول کے کشکول محبت میں فضائے مدینہ سے فیضیاب گل بوٹے ڈال دیئے جاتے ہیں جنکی خوشبو عشق کو شہ پری کا کمال عطا کرتی ہے۔ اور مدینے کی مقدس گلیوں اور افلاک وفا کی وسعتوں سے ہم آغوش ہونے کا شرف بخش دیتی ہے۔ مدحت کے چمن زاروں میں اطہر کے پرند فکر کی سیر کا حسین منظر ملاحظہ فرمانا چاہتے ہیں تو آیئے یہ دو شعر ملاحظہ کیجیے اور عقیدت مندیوں کے استحکام کی تائید و توثیق فرمایئے

نعت میں لفظوں کا پیراہن نیا اوڑھے ہوئے
خود بخود آئیں ردیفیں قافیہ اوڑھے ہوئے
زیب تن کر کے قیامت میں شفاعت کا لباس
مصطفےٰ آئیں گے بخشش کی ردا اوڑھے ہوئے

حسن رضا اطہر کا فکری وایمانی سرمایہ ''**انبساط**'' اس قسم کے بہت سے اشعار و افکار کا امین ہے۔ اب آپ ورق گردانی کیجئے اور حسن رضا اطہر کی تقدیسی یعنی نعتیہ اور حمدیہ نیز منقبتی شاعری کے شہد سے استفادہ فرمایئے۔ دعا ہے کہ مولائے قدیر حسن رضا اطہر کے نعتیہ مجموعہ کلام ''انبساط'' کو ہر مومن کے انبساط کا ذریعہ بنائے اور اسکی تجلیوں سے ہر تاریک کدے کو روشنی عطا فرمائے۔ آمین

محمد قاسم حبیبی برکاتی
جنرل سکریٹری نعت اکیڈمی
خطیب جامع مسجد شفیع آباد کانپور

حسن رضا اطہرؔ کی نعتیہ شاعری

ہمارے شہر کانپور کی ادبی انجمنوں میں سرفہرست ایک نام ''الہند ویلفیر سوسائٹی، کانپور'' کا بھی ہے، اس کے روحِ رواں جناب اوصاف حسین اور علامہ قاسم حبیبی برکاتی ہیں۔ جن کے زیر اہتمام ہر برس ۱۲ ربیع الاول کے موقع پر ایک کل ہند نعتیہ مشاعرہ میں شہر اور بیرون شہر کے صف اول کے شعراء شرکت کرتے رہتے ہیں۔ اس مشاعرہ کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ ہر برس شعرائے کرام اور ناظم مشاعرہ تبدیل کر دئے جاتے ہیں اور شہر کے کسی مشہور اور معتبر نعت گو شاعر کو اعزاز اور ایوارڈ سے نوازا جاتا ہے۔ اس سلسلہ کی ایک کڑی کے طور پر مجھے بھی نوازا جا چکا ہے۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ ہر سال زیادہ تر شعراء اور ناظم مشاعرہ کو بدل دیا جاتا ہے تاکہ سامعین کو نئے ناموں سے روشناس کرایا جا سکے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک بار میں اپنی علالت کی وجہ سے مشاعرہ میں شریک نہیں ہو سکا۔ لہٰذا اگلی ملاقات میں میرے کرم فرما مولانا قاسم حبیبی صاحب نے جب میری عدم موجودگی کی وجہ دریافت کی تو میں نے انہیں بتایا کہ میں علیل ضرور تھا لیکن میں نے اپنے ایک رفیق کے گھر میں بیٹھ کر لاؤڈ اسپیکر سے شعراء کا کلام سنا، بطور خاص، ناظم مشاعرہ (جو شاید پہلی بار اس پروگرام میں تشریف لائے تھے) کے انداز تعارف سے سوچ رہا تھا کہ یہ شخص نعت کی قدیم اور جدید جہتوں سے کتنا آشنا ہے۔ سچ پوچھئے تو میں یہ بھی سوچتا رہا کہ اس پروگرام میں کاش میں شریک ہوتا، دیر تک نعتیہ کلام

سن کر میں بھی سعادت دارین کا شرف حاصل کر سکتا۔ متذکرہ پروگرام میں میں گیا تھا ذرا دیر کو لیکن شاعروں سے زیادہ انداز نظامت سے مسحور ہو کر کافی دیر تک رہا۔ دوسرے دن میرے کرم فرما مولانا قاسم حبیبی صاحب حسب دستور میرے غریب خانے پر تشریف لائے اور تفصیلی گفتگو میں یہ بات سامنے آئی کہ دیگر مشہور شعراء کے علاوہ ناظم مشاعرہ جناب حسن رضا اطہرؔ تشریف لائے تھے جنہوں نے اپنی علمی اور فنی مہارت کے جوہر دکھاتے ہوئے فجر تک سامعین کو باندھے رکھا اور نعرۂ تکبیر سے مشاعرہ کی فضا گونجتی رہی۔

مندرجہ بالا تحریر کی نشاندہی اور ضرورت اس لئے پڑی کہ ایک سال بعد روز کی طرح مولانا قاسم حبیبی صاحب جب غریب خانہ پر تشریف لائے تو ان کے ہمراہ ایک اور پر وقار اجنبی شخصیت بھی موجود تھی۔ تعارف کے دوران مولانائے محترم نے بتایا کہ یہ وہی ناظم مشاعرہ جناب حسن رضا اطہرؔ صاحب ہیں جن کے بارے میں آپ نے گزشتہ برس نظامت کی تعریف کی تھی اور میں نے آپ کو ان کے فضل و کمال اور انداز نظامت کے بارے میں بتایا تھا۔ میں حسن رضا اطہرؔ کے خلوص سے بہت متاثر ہوا کہ چلئے جس اجنبی ناظم مشاعرہ اور فنِ نعت گوئی کے ماہر کے بارے میں دریافت کیا تھا آج ان سے بالمشافہ ملاقات ہو گئی۔ نورانی پیشانی والے حسن رضا اطہرؔ سے پہلی بار مل کر مسرت کا احساس ہوا۔

دورانِ گفتگو مولانا قاسم حبیبی صاحب نے بتایا کہ حسن رضا صاحب کے نعتیہ کلام کا ایک مجموعہ زیر ترتیب ہے اور آپ کو کچھ اس کے بارے میں لکھنا ہے۔ یہ سن کر بقول شاعر ''مقطع میں آ گئی ہے سخن گسترانہ بات'' میں نے مولانائے محترم کو بتایا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے صرف ان ادیبوں اور شاعروں پر لکھا ہے جن کو میں برسہا برس سے جانتا ہوں۔ میری ملاقات حسن رضا صاحب سے پہلی بار ہو رہی ہے میں کیسے لکھ سکتا ہوں، ان کا مسودہ ہوتا تو اپنے تاثرات کا اظہار ضرور کر دیتا۔ میں فی الوقت بیمار چل رہا ہوں اس وجہ سے میرے لئے مشکل ہوگا۔ لیکن مولانا قاسم حبیبی صاحب اور

نو وارد حسن رضا صاحب نے زور دیا لہذا میں نے وعدہ کرلیا۔

مولانا قاسم حبیبی صاحب اس بات پر مصر ہوئے کہ مجموعہ کلام پر آپ کی رائے ضروری ہے۔ مولانا کی اس پُر زور سفارش پر میں نے لاکھ کہا مگر مجموعہ پر بقول مولانا کے، پروفیسر ابوالحسنات حقی صاحب کے علاوہ شہر کے نام ور اور معتبر نعت گو شاعر اور نثر نگار جناب مولانا قاری میکائیل ضیائی صاحب نیز شہرت یافتہ شاعر عزیزم یاور وارثی بھی لکھ رہے ہیں۔ اور یہ کہ پورے شہر میں آپ کے علاوہ شاید ہی کوئی ایسی شخصیت ہو جسے نظم و نثر پر یکساں دسترس حاصل ہو لہذا آپ کی شمولیت ضروری ہے۔ چار و ناچار مجھے حامی بھرنی پڑی۔

ابھی چند روز پہلے حسن رضا اطہر نے مسودہ سے چند اشعار فراہم کئے اور کہا مجموعہ کے شائع ہونے میں کہ آپ کے مضمون کی وجہ سے تاخیر ہو رہی ہے۔ لہذا چند سطور حاضر ہیں تا کہ اس مجموعہ کی اشاعت کی سعادت میں میری بھی شمولیت ہو جائے۔

فخرِ بنی نوعِ آدم، جناب محمد الرسول اللہ ﷺ قریش کے جس قبیلہ میں مبعوث ہوئے اس کی زبان عربی تھی۔ عرب میں شاعری کا عام رواج تھا۔ وہاں شاعری صرف تفنن طبع ہی کے لئے نہیں بلکہ اپنے اپنے قبیلہ کے فخر و مباہات کے لئے اور علم الانساب کی یادداشت کے لئے بھی کار آمد تصور کی جاتی تھی۔ یہ زبان ساری دنیا کی زبانوں میں آج بھی ارفع و اعلیٰ اور بہترین اصول و قواعد کی حامل مانی جاتی ہے۔ اسی لئے خالقِ کائنات نے اپنے آخری رسول ﷺ پر جو کتاب نازل فرمائی اس کی زبان عربی ہی ہے۔ خدا کے حکم سے جب ہادئ برحق نے خدا کی وحدانیت کا اعلان کیا اور لوگوں کو ایک خدا کی عبادت کی طرف متوجہ کیا تو ان ﷺ کی مخالفتوں کا ایک طوفانِ عظیم اٹھ کھڑا ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آپ ﷺ کے خلاف ہجویات کا ایک سمندر موجیں مارنے لگا۔ ان ہجویات کا شریفانہ اور مدلل جواب دینے کے لئے اصحاب رسول ﷺ آگے آئے اور اس دور کے ہجو نگاروں کو آقائے رحمت ﷺ کی صداقت اور توصیف کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر

مجبور کر دیا۔ اسی توصیفی شاعری اور توصیفی نثر کو ''نعت'' کے نام سے جانا گیا۔ اب لفظِ ''نعت'' کو اس شاعری کے لئے مختص کر دیا گیا جو منظوم ہو۔ جہاں تک مضمون شاعری کا سوال ہے، بقول پروفیسر ابوالخیر کشفی اب نعت کے دائرے میں ہر وہ توصیفی منظوم کلام شامل ہے۔ جس کے پڑھنے یا سننے سے انسان کا ذہن جناب محمد الرسول ﷺ کی طرف مائل ہو جائے۔

خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی مدح میں قرآنی آیات نازل فرمائیں۔

آپ کی ولادت با سعادت کے وقت سے جناب ابو طالب نے اور دنیا میں آپ کے اعلان رسالت کے وقت نعت رسول ﷺ کے سلسلہ میں حضرت کعب بن زہیر اور حضرت حسان بن ثابت نے یہ سلسلہ جاری رکھا۔ آپ ﷺ نے نعت گویوں کی ہمت افزائی کے لئے کبھی اپنی چادر مبارک حضرت کعب بن زہیر کو عنایت فرمائی اور کبھی حضرت حسان بن ثابت کے لئے دعا فرمائی۔ کافروں کی ہجویات اور خرافات کو رد کرنے کے لئے حضرت حسان بن ثابت سے فرمایا کہ مشرکین کا رد بیان کرو جبرئیل آپ کے ساتھ ہیں۔

ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ خود تو اشعار نہیں فرماتے تھے مگر کئی موقعوں پر مقتدر شعرائے کرام کے کلام میں تبدیلی کا مشورہ عطا فرمایا، اس طرح ان کی ایسی اصلاح فرما دی کہ شعرا اپنی بے انتہا اونچائیوں پر پہونچ گیا۔ ان بیانات سے یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ نعت کہنا، نعت سننا اور نعت خوانوں کو انعام و اکرم سے نوازنا عین سنتِ محمدی ﷺ ہے۔ اسی لئے نعت گوئی کا سلسلہ آقائے رحمت کے زمانے سے تا حال ہر زبان میں جاری و ساری ہے اور انشا اللہ صبح قیامت تک جاری رہے گا۔

اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی جناب حسن رضا بھی ہیں جن کے کلام میں عقیدت کی شدت، مضامین کی صداقت، زبان و بیان کی ندرت اور بخشش کی امید کا نور نظر آتا ہے۔ حسن رضا صاحب نے مجھے جو چند اشعار ارسال فرمائے تھے ان میں مجھے مندرجہ

ذیل اشعار بہت اچھے لگے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ اپنی بارگاہ میں ان اشعار کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

تمام عمر کی محنت وصول ہو جائے
بس ایک نعت کا مصرع قبول ہو جائے

کہاں میں شمس کا طالب، قمر کا شیدائی
یہ خاکسار مدینے کی دھول ہو جائے

تم کسی وقت سنا سکتے ہو رودادِ الم
مصطفٰی شام و سحر، صبح و مسا سنتے ہیں

نعت پڑھتے ہیں مہر و ماہ و نجوم
ذکر کرتے ہیں انفس و آفاق

آپ کا نام اسم اعظم ہے
آپ کا نام زہر کا تریاق

نبی کا ذکر ہے ذکر مسلسل
نبی کا تذکرہ رکتا نہیں ہے

انگوٹھی لیکے آئے ہیں نگینہ چھوڑ آئے ہیں
بہت پچھتا رہے ہیں جو مدینہ چھوڑ آئے ہیں

لہجہ نیا، بہت ہی نیا چاہتا ہوں میں
رنگِ رضا میں رنگ ثنا چاہتا ہوں میں

ہو جائے جسکو ہونا ہے ناراض شوق سے
بس اپنے مصطفٰی کی رضا چاہتا ہوں میں

میں حسن رضا صاحب کو ان کے نعتیہ مجموعہ کی اشاعت پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان کے علم وفضل وکمال اور زورِ نقابت میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور ان کے مجموعہ کا ہر شعر بارگاہِ نبوی ﷺ میں باریابی کا شرف حاصل کرے اور ان کی بخشش کا وسیلہ بن جائے۔

(الحاج) ناظر صدیقی

جنرل سکریٹری ادبی سنگم کانپور

حرف مکرر! حضرت ناظر صدیقی نے اپنی وفات سے ایک روز قبل یہ مضمون تحریر فرمایا تھا۔ گویا ایک طرح سے یہ ان کی آخری تحریر ہے۔ مولائے قدیر مرحوم کو غریق رحمت فرمائے۔ آمین

(حسن رضا اطہر)

جدید قدروں کا شناور حسن رضا اطہرؔ

نام محمد حسن رضا، قلمی نام حسن رضا اطہرؔ، وطن جھارکھنڈ، آسمان مدحت رسول اور میدان نقابت کا وہ درخشاں ستارہ ہے جس کی چمک دمک پر نگاہ ٹھہرنے کا نام نہیں لیتی۔ حسن رضا اطہرؔ اخلاق ومحبت کا وہ آئینہ ہے جسے اپنے سامنے رکھ کر کوئی بھی اپنے خدوخال حیات اور خلق ومروت کا بخوبی مطالعہ کرسکتا ہے اوران میں خاطر خواہ سدھار لاسکتا ہے۔

مجھے یہ تو نہیں یاد کہ حسن رضا اطہرؔ سے میری پہلی ملاقات کب اور کہاں ہوئی ،کیسے اور کیوں کر ہوئی لیکن یہ ضرور یاد ہے کہ وہ پہلی ملاقات میں ہی اپنے حسن گفتار اور منکسرالمزاجی کے نقوش میری یادداشت میں مرتسم کر گئے۔ اس کے بعد وہ جب بھی ملے ان کے دریائے انکسار کی روانی اور اخلاق ومحبت کے چمن زار کی خوبصورتی مجھے ان کا گرویدہ بناتی گئی۔

حسن رضا اطہرؔ جس مشاعرے کی نظامت اورنقابت اپنے ذمہ لیتے ہیں اس مشاعرے کی کامیابی کی ضمانت مل جاتی ہے۔ میں نے ان کے اندر اس وصف کا بھی مشاہدہ کیا کہ وہ شعرائے کرام کی تعداد سے کبھی گھبراتے نہیں خواہ دوچار ہوں یا دس بیس۔ وہ نشست کو مشاعرہ بنادینے کے فن سے واقف ہیں اور مشاعرے کو بین الاقوامی مشاعرے کی بلندیوں تک لے جانے کے رمز آشنا ہیں۔ نظامت کے وقت ہر جملے سے ان کی علمی لیاقت اپنا خوب اظہار کرتی ہے۔لیکن وہ اپنی علمی صلاحیتوں سے پروگرام

کو بوجھل نہیں ہونے دیتے بلکہ چار چاند لگانے کا کام انجام دیتے ہیں۔

حسن رضا اطہرؔ بہت اچھے نقیب ہونے کے باوصف بہت اچھے شاعر بھی ہیں۔ انہوں نے ۱۹۹۵ء میں شاعری کی ابتدا کی یعنی ابھی انہیں صرف پچیس سال ہی ہوئے ہیں اس میدان میں اور یہ کوئی بہت طویل عرصہ نہیں ہے شعروسخن کی زلفوں کو سنوارنے کے لئے ،لیکن حسن رضا اطہرؔ نے اس مختصر وقت میں نعتیہ مجموعہ ’’**زمزمہ کلام**‘‘ اوراپنے استادمحترم اختر شاہجہانپوری کی غزلوں کا مجموعہ ’’دھوپ کا سائبان‘‘ دیوناگری میں شائع کر کے اپنا نام معتبرادبا اور شعرا میں لکھوالیا ہے۔ اب دوسرا مجموعہ نعت ’’**انبساط**‘‘ منظر عام پر آنے کو بیقرار ہے۔ کئی ماہ پیشتر حسن رضا اطہرؔ نے مجھے اپنے کچھ اشعار ارسال کئے اور حکم دیا کہ ان پر تمہیں کچھ اظہار خیال کرنا ہے۔ لیکن میری مسلسل بیماری اور کچھ میری تساہلی نے میرے قلم کو منجمد کر رکھا تھا اور میرے ذہن کے تمام دروں پر تالے لگا رکھے تھے۔ ابھی دو دن پہلے شرمندگی کے بے لباس لمحوں نے مجھ پر حملہ کیا اور میں نے سوچا کہ مضمون نہ سہی کچھ دعائیہ الفاظ ہی سپرد قرطاس کر دیئے جائیں۔ کیونکہ بہر حال حسن میاں مجھ سے عمر میں بہت کم ہیں۔ شاید میری دعائیں ان کے کسی کام آسکیں۔

اب میں چاہتا ہوں کہ ان کی نعتیہ شاعری پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہوئے اس مضمون کا اختتام اس دعا پر کروں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مالک کون ومکاں کے صدقے میں حسن رضا اطہرؔ کے عشق رسول کے دریاؤں کی روانی برقرار رکھے۔ علم وفضل وکمال میں دن دونی رات چوگنی ترقیاں عطا فرمائے۔ فن کے رموز ونکات کے تمام پردے ان کی نگاہوں سے ہٹادے اورانہیں تمام دنیائے ادب میں آفتاب فلک تاب کی طرح علم وفن کی روشنی پھیلانے کا ذریعہ بنادے۔ آمین

حسن رضا اطہرؔ کے لہجے میں بلا کا درد ہے۔ وہ حمد نگاری کریں منقبت نگاری یا نعت نگاری ان کے الفاظ آنسوؤں کی ندی میں نہا کر حریم نعت وحمد ومناجات میں داخل

ہوتے ہیں۔ جناب اطہر کی نعتیہ شاعری میں وہ مضامین بھی ملتے ہیں جو نعت نگاری میں ناگزیر ہیں اور برسوں سے برتے جا رہے ہیں۔ لیکن ایک بات جو میں نے محسوس کی وہ یہ ہے کہ وہ پرانے مضامین کو بھی ایک نیا ٹچ (Touch) دے کر ہی پیش کرتے ہیں۔ آپ جب ان کے کلام کا مطالعہ کریں گے تو یہ بات آپ ضرور محسوس کریں گے۔ نئی شاعری جسے جدید شاعری بھی کہتے ہیں جس نے ساٹھ کی دہائی میں آنکھیں کھولیں اور بہت جلد ایسی حسینۂ دلنواز بن گئی جس کا ہر شاعر دیوانہ ہو گیا۔ نئی شاعری نے جہاں غزل کو نیا رنگ و آہنگ عطا کیا وہیں اس نے حمد و نعت کی دہلیز پر بھی سر نیاز خم کیا۔ جدید شاعری کا مطالعہ کرتے ہوئے جگہ جگہ حمد و نعت کے عناصر تلاش کئے جا سکتے ہیں۔ رفتہ رفتہ وہ دن بھی آیا کہ نعت رسول مقبول علیہ التحیۃ والثنا نے بھی نئی شاعری کا جامہ زیب تن کر لیا۔ حسن رضا کی نعتیہ شاعری میں بھی آپ نئی شاعری کے مناظر خوش رنگ سے ضرور محظوظ ہوں گے۔

سب سے پہلے ہم ان کی حمد و نعت کی شاعری میں درد و کرب کی موجوں سے روبرو ہوتے ہیں۔ یہ اشعار دیکھئے:

چلچلاتی دوپہر میں لذت ریگ عرب
مصطفےٰ کے عشق کو رنگ بلالی دے خدا
چھین لے میری زباں سے لفظ کی آوارگی
لہجۂ سفاک کو شیریں مقالی دے خدا
خانۂ کعبہ کے رخ کا تل الہ العالمین
کاش ہو جائے مرا دل دل الہ العالمین
سب کرم تیرا ترے محبوب کی چشم کرم
جانتا ہوں میں ہوں کس قابل الہ العالمین

اب کچھ نعت کے اشعار اسی ضمن میں ملاحظہ فرمائیں:

ہاتھ لگا مت جالی کو
اشک سے گنبد خضریٰ چوم

مونس انس و جاں، وجہ کون و مکاں، رحمت دو جہاں، مصطفےٰ مصطفےٰ
از مکیں تا مکاں از زمیں تا فلک از کراں تا کراں مصطفےٰ مصطفےٰ

ہمارے ہاتھ تھک جاتے ہیں لیکن
کرم کا سلسلہ رکتا نہیں ہے
مدینے سے اگر پیغام آئے
غلام مصطفےٰ رکتا نہیں ہے

انگوٹھی لے کے آئے ہیں نگینہ چھوڑ آئے ہیں
بہت پچھتا رہے ہیں جو مدینہ چھوڑ آئے ہیں

حسن رضا اطہر کے یہاں بحور کا تنوع بھی ملتا ہے ورنہ دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ شاعر ایک دو بحروں میں پورا کا پورا دیوان تیار کر دیتے ہیں لیکن جس شاعر کو اللہ تعالیٰ صلاحیتوں سے نوازتا ہے اور علم و فن کے گلاب ارزاں کرتا ہے اور پھر وہ عاشق رسول بھی ہو تو اس کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ وہ اپنے ہنر کے تمام موتی آقائے نعت سرکار مدینہ ﷺ کے قدموں میں رکھ دے۔ یہی کام میرے ممدوح جناب حسن رضا اطہر نے بھی کیا ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر بات کہہ کر اس کی مثال دی جائے۔ اگر سارے اشعار میں ہی پیش کر دوں گا تو پھر آپ کے ذوق مطالعہ کے لئے کیا رہ جائے گا۔ حسن رضا اطہر کے یہاں قافیہ و ردیف کی جدت بھی قدم قدم پر ہمارے قدم روکتی ہے۔ جیسے۔۔۔ نیا اوڑھے ہوئے، قافیہ اوڑھے ہوئے، چہرے کی طرح ہے، نقشے کی طرح ہے، نگینہ چھوڑ آئے ہیں، مدینہ چھوڑ آئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ حسن رضا اطہر کے خلاق ذہن کا کھلا ہوا ثبوت بھی ہے اور اطہر کی شاعرانہ شخصیت کو منوانے کا وسیلہ بھی۔

حسن رضا اطہر اتنی صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہوئے بھی ابھی خود کو منزل رسا نہیں سمجھتے، یہ بڑی بات ہے اور ان کے سفر مسلسل سفر کا اشاریہ بھی یعنی ان کا سفر ابھی جاری ہے اور وہ نئی منزلوں کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ یہ شعر دیکھئے:

میرا طرزِ سخن سب میں ممتاز ہو موج در موج لہروں کا احساس ہو
فکر و فن کے سمندر میں بن کے رہوں وسعتِ بے کراں مصطفٰے مصطفٰے

اللہ رب قدیر جل وعلا اپنے محبوب پاک صاحب لولاک علیہ التحیۃ والثنا کی زلف کرم کے صدقے میں حسن رضا اطہر کی دعاؤں کو شرف قبول سے نوازے اور مجموعۂ نعت ''**انبساط**'' کو قبول عام کی سند دلنواز کا تاج زریں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

یاور وارثی عزیزی نوابی
چمن گنج، کانپور

شاخِ انبساط پر گلہائے مدحت

بہار کو اُردو زبان و ادب کے اعتبار سے ہندوستان کا پچھڑا ہوا صوبہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اقتصادی اور معاشی نکتۂ نظر سے بہار کے لوگ زبوں حالی کے شکار ہیں لیکن وسائل کے فقدان کے باوجود وہاں کے لوگوں کا علم و ادب کی جن اونچائیوں پر آشیانہ ہے ان کو دیکھنے میں اونچے سے اونچا قد رکھنے والوں کے سروں سے اکثر ٹوپیاں گر جاتی ہیں۔

اُردو زبان کا کوئی اسکول بہار میں موجود نہیں یعنی ایک چھوٹے سے شہر سہسرام کے سوا کسی شہر کو دہلی، حیدرآباد، کلکتہ اور لکھنؤ کی طرح اُردو کا مرکز اور گہوارہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس شہر علم و ادب کو لوگ بہار کا لکھنؤ بھی کہتے ہیں۔ وہاں ماضی قریب و بعید میں متعدد صاحب طرز انشا پرداز شعرا و ادبا گزرے ہیں۔ جن میں قمر نعمانی، مانوس سہسرامی، مولانا صدیق صادق سہسرامی اور حضرت علامہ محمد ضیاالحسن ضیاء سہسرامی وغیرہم کے اسمائے گرامی خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔ ان میں آخر الذکر شخصیت کی بیاض کو دیکھ کر ایک معتبر اور نامور ناقد نے کہا تھا ''کہ اگر یہ مجموعہ شائع ہو جائے تو بہار کی پیشانی پر اُردو ادب سے متعلق جو بدنما داغ ہے وہ دھل جائے''۔ اور مولانا مفتی محمد صدیق صادق سہسرامی کی حیات اور شاعری پر چند سال پیشتر مولانا ارشاد ساحل سہسرامی کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں حضرت صادق سہسرامی کی اُردو نظم و نثر پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہوئے

موصوف مکرم کی شعری اور نثری تخلیقات کا ادبی وفنی ہنرمندیوں کا گہرائی اور گیرائی کے ساتھ جائزہ لیا ہے اور انھیں خوب خوب سراہا ہے۔اس میں حضرت صادق کے کلام بھی شائع کیے گئے ہیں۔

بہار کا دوسرا نامور مقام عظیم آباد ہے جو اب پٹنہ کے نام سے معروف ہے بہار کی راجدھانی بھی ہے۔ وہاں کے شاد عظیم آبادی سمیت متعدد شعرا کے ادبی مقام سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ نیز بہار کی اُردو ادب کی معروف شخصیتوں میں کلیم الدین احمد، قاضی عبد الودود، وہاب اشرفی، جمیل مظہری، اختر ارینوی، قاضی عبدالستار، علقمہ شبلی، اختر الایمان ،اور مناظر عاشق ہرگانوی وغیرہم ہیں۔جنھیں بہار کے اُردو ادب کے اہم ستون تسلیم کیا جاتا ہے۔

موجودہ دور میں کئی نام افسانہ نگاری، ناول نگاری، تنقید نگاری اور شاعری کی دنیا میں اعتبار واعتماد کے ساتھ لیے جاتے ہیں خلاصہ یہ کہ بہار بھی اُردو نثری وشعری ادب میں کسی دوسرے مقام سے پیچھے نہیں ہے۔آج بھی ایسے نام شمار کی حد سے باہر ہیں۔یوں تو تقریروں اور گفتگو کے دوران بہت سے اُردو ادب کے علاقوں سے تعلق رکھنے والوں سے بھی لسانی غلطیاں سرزد ہوتی ہیں مگر چونکہ وہ بہار کے نہیں ہوتے اس لیے ان پر کوئی زبان طعن دراز نہیں کرتا بخلاف اس کے کسی بہاری سے سبقت لسانی سے بھی اگر کوئی لغزش ہو جائے تو بہاری کہہ کر اسے فوراً غیر معیاری قرار دے دے کر مطعون کیا جاتا ہے۔اچھے اور برے اہلِ علم و بے علم کہیں بھی ہوسکتے ہیں۔اسے کسی صوبے، علاقے یا شہر سے جوڑ کر نہیں دیکھا جاسکتا۔الحمدللہ آج بھی بہار میں ایسے ماہرین اُردو زبان کی ایک کثیر تعداد ہے جو اپنی شعری ونثری تخلیقات کے ذریعہ اُردو ادب کی خدمت میں شب وروز مصروف ہیں۔انھیں میں ایک نام حسن رضا اطہر بوکاروی کا بھی ہے جو ایک اچھے شاعر ونقیب ہیں۔

حسن رضا اطہر بہار سے علیحدہ ہوئے صوبہ جھارکھنڈ کے ایک شہر آہن بوکارو اسٹیل سٹی کے رہنے والے ہیں ۔ بوکارو اسٹیل سٹی میں صرف اسٹیل اور لوہے ہی نہیں ڈھالے جاتے بلکہ وہاں اہلِ فن اپنے فکر وخیال کو شاعری کے سانچے میں ڈھالنے کا ہنر بھی رکھتے ہیں۔انھیں ہنروروں میں ایک حسن رضا اطہر بھی ہیں، موصوف ایک دینی تعلیمی ادارے میں درس نظامی کے فارغ التحصیل عالم دین ہیں اور دینی جلسوں اور کانفرنسوں کے ایک کامیاب اور مقبول ناظم ونقیب ہیں نیز اپنی شاعری سے شائقین ادب کے ذوق کی تسکین کا سامان فراہم کرتے رہتے ہیں۔اجتماعات میں شرکت اور رسائل وجرائد میں اشاعت کے ذریعہ اپنے قادرالکلام شاعر ہونے کا ثبوت پیش کرتے رہتے ہیں۔اُن کا ایک نعتیہ مجموعہ ’’زمزمہ کلام‘‘ اور ایک تالیف کردہ مجموعہ ’’دھوپ کا سائبان‘‘ (مصنف اختر شاہ جہاں پوری) شائع ہوکر اردو دنیا سے خراجِ تحسین وصول کر چکے ہیں۔اب دوسرا مجموعہ کلام (نعتیہ) ’’انبساط‘‘ زیر طبع ہے جس کے اشعار راقم الحروف کی نگاہوں سے گزرے۔

’’انبساط‘‘ اگرچہ نعتیہ مجموعہ ہے مگر اُردو زبان وادب سے اس کا بھی گہرا تعلق ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اساطین ادب نعتیہ شاعری کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے مگر حقیقت تو یہی ہے کہ غزل، مثنوی، نظم قصیدہ اور مرثیہ سے کہیں بڑھ کر اس کا مقام ومرتبہ ہے اور اصناف ادب میں سے زیادہ مشکل اور مشقت طلب صنف ہے جس سے شاعری کا دعویٰ کرنے والا ہر شخص خوش اسلوبی اور سلامتی کے ساتھ عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔نعتیہ شاعری کے ذریعہ بھی لوگ اپنا خونِ جگر پلا کر اُردو ادب کے گلستاں کی آبیاری کر رہے ہیں۔اس اہم صنف ادب کو نظر انداز کرنا اُردو کے ساتھ نہایت ہی ناانصافی اور ظلم ہے۔

نعت ایک ایسی صنف سخن ہے جس میں رسول خدا سرورِ عالم ﷺ کی سچی اور حقیقی

تعریف وتوصیف کی جاتی ہے اور شاعری کی قدیم وجدید جتنی صنفیں ہیں ان تمام اصناف میں نعتیہ شاعری ہوسکتی ہے اور ہورہی ہے۔اس صنف سے جولوگ شعوری طور پر صرف نظر کرکے اسے کوئی اہمیت نہیں دیتے یہ صرف ان کا احساس کمتری اور نعتیہ شاعری میں اپنے فن کی جولانی دکھانے میں نااہلی اور لاچاری ہے۔اس کے سوا کچھ نہیں۔

حسن رضا اطہر کی شاعری سے کوئی شخص انھیں اس طور پر نہیں پہچان سکتا کہ وہ ایک بہاری شاعر ہیں۔جیسا کہ بہت سے لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان کی زبان سے انھیں پہچان لیا جاتا ہے کہ وہ بہاری ہیں ان کی شاعری نہایت صاف ستھری اور پاک وپاکیزہ ہے زبان میں روانی وسلاست ہے الفاظ وتراکیب میں بھی ندرت پیدا کرنے کی انھوں نے کوششیں کی ہیں۔یعنی عشق ومحبت رسول کے اظہار کے ساتھ ساتھ زبان وبیان میں بلا کا توازن ہے۔ چند اشعار آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ پردوردگار کی بارگاہ میں مناجات کرتے ہوئے کہتے ہیں:

حسن قرطاس وقلم ، افکار عالی دے خدا
دل نشیں انداز خطِ بے مثالی دے خدا
چلچلاتی دوپہر میں لذت ریگ عرب
مصطفیٰ کے عشق کو رنگ بلالی دے خدا
چھین لے میری زباں سے لفظ کی آوارگی
لہجۂ سفاک کو شیریں مقالی دے خدا

دوسری جگہ ایک دعائیہ نظم میں وہ کہتے ہیں۔

کشتیِ شعر وسخن گرداب کے چکر میں ہے
دور ہے دیوان کا ساحل الٰہ العالمین

آمد رسول پر اپنے دلی جذبات کا اظہار سوالیہ انداز میں یوں کرتے ہیں۔

شبِ سیاہ کو شرمندگی ہوئی کہ نہیں
وہ آگئے تو بتا روشنی ہوئی کہ نہیں
بتا ہوا کہ نہیں سرخرو گدائے رسول
ذلیل سطوتِ شاہنشہی ہوئی کہ نہیں

نعتیہ غزلوں میں نعت رسول کے ساتھ،ساتھ تاریخ وتذکرہ،اولیائے کرام کے حالات و واقعات احکام شرع اور امت کے لیے صلاح وفلاح کے پیغامات وغیرہ تمام طرح کے مضامین کو شامل کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔جس طرح غزل کی شاعری میں موضوعات ومضامین کا تنوع ہوتا ہے۔اسی طرح نعتیہ شاعری میں بھی سب کچھ سما جانے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ایک نعت کے کچھ اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

مونس انس و جاں ، وجہ کون و مکاں ، رحمتِ دوجہاں مصطفیٰ مصطفیٰ
ازمکیں تا مکاں ، از زمیں تا فلک ، از کراں تا کراں مصطفیٰ مصطفیٰ
بغض وکینہ،حسد،جھوٹ،مکر وریا اختلاف وعداوت سے تفریق سے
ہر طرح کی برائی سے محفوظ ہو میرا ہندوستاں مصطفیٰ مصطفیٰ

ایک نعت پاک میں وہ یوں نظم طراز ہیں

نعت پڑھتے ہیں مہر و ماہ ونجوم
ذکر کرتے ہیں انفس و آفاق
آپ کا نام اسمِ اعظم ہے
آپ کا نام زہر کا تریاق

یہ اشعار بھی دیکھیں:

نعت میں لفظوں کا پیراہن نیا اوڑھے ہوئے

خود بخود آئیں ردیفیں قافیہ اوڑھے ہوئے

ہر شاعر اور فنکار اپنے پیشرو فنکاروں میں کسی نہ کسی سے متاثر ضرور ہوتا ہے اور ان کے فن پاروں سے بہت کچھ سیکھنے کی وہ بھرپور کوشش کرتا ہے۔ نیز اپنے دل میں وہ ان کے ہی طرز و انداز کو اپنانے کی آرزو و تمنا رکھتا ہے۔ حسن رضا اطہر بھی شعر و سخن کے بے تاج بادشاہ، نعتیہ شاعری کے اپنے زمانے کے امام مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی سے متاثر اور ان کے عقیدت کیشوں میں شامل ہیں۔ ساتھ ہی غالب اور اقبال کو بھی اپنا آئیڈیل مانتے ہیں۔ ان کے دو شعر ملاحظہ کریں:

لہجہ نیا بہت نیا چاہتا ہوں میں

رنگِ رضا میں رنگِ ثنا چاہتا ہوں میں

میں چاہتا ہوں نعت میں اقبال کا شعور

غالب کے فکر و فن کی ادا چاہتا ہوں میں

مندرجہ ذیل اشعار میں اطہر صاحب نے اپنا شاعرانہ تعارف پیش کرتے ہوئے کچھ اس طرح اظہارِ خیال کیا ہے۔

میں بھی کسی اویس کا جذبہ ضرور ہوں

شہر نبی سے دور ہوں پیش حضور ہوں

میں جانتا ہوں نعت کا لہجہ غزل کا شور

میں بے شعور شخص نہیں با شعور ہوں

حسان مصطفیٰ کی نوازش ہے اس لیے

کم ہی سہی میں واقفِ فن بحور ہوں

انتہائی چھوٹی اور مختصر سی بحر میں نعت کے خوبصورت اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

نویدِ جاں فزا ہے ☆ کدھر بادِ صبا ہے

تخیل میں ہمیشہ ☆ مدینے کی فضا ہے

فصیل شب پہ روشن ☆ چراغِ مصطفیٰ ہے

کسی بھی وقت جاؤ ☆ درِ آقا کھلا ہے

دو اشعار اور درج کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

میں تو کہتا ہوں اگر دل ٹھیک ہے

گنبدِ خضریٰ بہت نزدیک ہے

میں بھکاری ہوں مرے کشکول میں

کچھ نہیں ہے بس نبی کی بھیک ہے

آخری دو شعر اور ملاحظہ کرلیں۔

وہ چاہتا ہے گہر یوں ہی ہاتھ آ جائے

جو نعت پاک کے دریا میں ڈوبتا بھی نہیں

دوا کدھر ہے، مسیحا کدھر، مرض ہے کدھر

نبی کے عشق کا بیمار پوچھتا بھی نہیں

حسن رضا اطہر کے مجموعۂ نعت ''**انبساط**'' سے منتخب اشعار جو سطور بالا میں درج کئے گئے ان سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ اطہر اپنی شاعری کے فن اور ہنر میں ابھی یکتا و یگانہ، تجربہ کار و کہنہ مشق تو نہیں لیکن اس راہ کے وہ تازہ دم مسافر ضرور ہیں اور مشق و مزاولت اگر اسی طرح جاری رہی تو وہ دن دور نہیں جب ان کے لئے منزل مقصود تک رسائی بالکل آسان ہوجائے گی۔ میں موصوف سے ذاتی طور پر گہرائی اور گیرائی کے ساتھ

متعارف نہیں صرف ایک مختصر سی ملاقات ہے۔اس لئے مزید ان سے متعلق طویل گفتگو ممکن نہیں۔ان کے کلام کے ذریعہ جتنا میں ان کو سمجھ سکا ہوں، ان کے کمالات، ان کی خوبیاں اور ان کے مستقبل کے روشن امکانات وہ میں صفحۂ قرطاس پر ثبت کر چکا ہوں۔

مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں ان کے اس مجموعہ نعت ''انبساط'' کو مقبول عام وانام بنائے اور اس کے قارئین سمیت حسن رضا اطہر کے لیے اسے ذخیرۂ آخرت بنائے نیز اس کی برکتوں سے ہم سب کو مالا مال فرمائے آمین۔

بجاہ سید المرسلین ﷺ و صحبہ اجمعین۔

محمد میکائیل ضیائی حبیبی بھاگلپوری

صدر نعت اکیڈمی (کانپور)

حرف دعا

بار الٰہ رب قدیر۔اے میرے خالق و مالک!اے میرے مصطفیٰ کے خدا یہ حقیر فقیر سراپا تقصیر اپنے چند ٹوٹے پھوٹے اور بکھرے ہوئے لفظوں کے جذبات واحساسات کے ساتھ حاضر دربار کرم ہے۔اے میرے کریم!اے میرے رحیم!میرا یہ مجموعہ نعت اپنی اور اپنے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ ناز میں قبول ومقبول فرما۔

بار الٰہ۔میرا قلم، میرا شعور اس قابل ہی کہاں کہ میں تیری اور تیرے محبوب مکرم کی شان اقدس میں کچھ تحریر کرنے کی جرأت و جسارت کرسکوں۔مگر اے میرے کریم! اے میرے رحیم! میں تیری رحمت بے پناہی سے ناامید بھی نہیں ہوں اگر میرا کلام، کوئی شعر، کوئی مصرع یا کوئی لفظ ہی سرفرازی کی دولت لازوال سے مالا مال ہو جائے تو اسے میرے لیے، میرے والدین کے لیے، میرے خاندان کے تمام افراد کے لیے اور دنیا بھر کے تمام مومنین و مومنات کے لیے نجات و مغفرت کا ذریعہ بنادے۔بار الٰہ سب کو موت کی سختی سے بچا، ایمان پر خاتمہ نصیب فرما، بروز حشر اپنے محبوب کی شفاعت نصیب فرما، اپنے محبوب کے دست مقدس سے آب کوثر کا چھلکتا ہوا جام نصیب فرما، پل صراط کا مرحلہ آسان فرما اور جسم کے ایک اک حصے کو عذاب قبر اور عذاب جہنم سے محفوظ فرما۔

بار الٰہ۔اے میرے مصطفیٰ کے خدا میرے بچوں کو بصارت و بصیرت عطا فرما، ایمان کا نور اور یقین کی روشنی عطا فرما، انکی آنکھوں کو گنبد خضری کی چمکتی ہوئی روشنی کا صدقہ

عطا فرما، چشمے کے بار سے نجات عطا فرما، دین و دنیا کی سرخروئی اور سربلندی نصیب فرما، قدم قدم پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرما، اپنا عبادت گزار اور اپنے محبوب کا اطاعت شعار بنا۔

بار الٰہ۔ اے میرے پروردگار! مجھے دلوں کو بدلنے والی کیفیت سے محفوظ فرما، دین پر ثابت قدم فرما، استقلال و استحکام عطا فرما، الٰہ العالمین میں ایک بیحد کمزور و ناتواں انسان ہوں مجھے امیر المومنین سیدنا سرکار فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت و توانائی کا صدقہ عطا فرما، سیدنا سرکار صدیق اکبر، سیدنا سرکار عثمان غنی اور سیدنا سرکار مولائے کائنات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فیوض و برکات سے مالا مال فرما۔ اے میرے کریم میری غیب سے مدد فرما۔!!!

بار الٰہ رب قدیر۔ میرے دل سے حسد، کینہ، بغض، ریا، مکر اور مکروہات زمانہ نکال کر مجھے اپنی محبت، اپنے محبوب کی محبت، اپنے محبوب کے نواسوں کی محبت، اپنے محبوب اولیا کرام کی محبت بالخصوص سرکار غوث الاعظم کی محبت نصیب فرما۔ سرکار غوث الاعظم کا دامن کرم نصیب فرما، سرکار غوث الاعظم کی توجہات مبذول فرما، سرکار غوث الاعظم کے مزار پاک پر چڑھی ہوئی چادر پاک کا صدقہ عطا فرما۔!!!

اے میرے کریم۔ مجھے اور میری آنے والی نسلوں کو اپنے محبوب کی نعت گوئی کا زریں تاج عطا فرما، اپنے محبوب کی مداحی کا والہانہ عشق عطا فرما، نعت رسول کی محبت اور نعت رسول کے جذبہء بحر بیکراں سے سرفراز فرما۔!!!

اے میرے مصطفےٰ کے خدا مجھے تربیت سخن اور سخنوری کے تمام رموز و اسرار سے روشناس کرانے والی عالمی اور علمی شخصیت استاذ محترم حضرت اختر شاہ جہان پوری کی صلاحیت و قابلیت میں کوہ نور ہیرے کی چمک عطا فرما اور انکا سایۂ شفقت و محبت تا دیر میرے سر پر قائم و دائم فرما۔

بار الٰہ نعت رسول مقبول کے حوالے سے نعتیہ ادب،، نعتیہ مسائل،، نعتیہ مضامین،، اور نعتیہ مباحث و مفاہیم سے ایک جہان کو فیضیاب کرنے والی آفاقی و عبقری

شخصیت میرے ادبی سرپرست علامہ محمد قاسم حبیبی برکاتی کو شہرت و مقبولیت کا آسمان عطا فرما اور انکی مدحت محبت قبول فرما۔

اے میرے کریم! مجھے نعت رسول کریم کی لذت و حلاوت سے آشنا کرانے والی درویش صفت، مرد قلندر، فنا فی النعت کی منزل پر فائز المرام علمی، ادبی، خانقاہی، مرکزی شخصیت اور درجنوں کتابوں کے مصنف استاذ الشعرا پیرزادہ علامہ سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی المعروف میاں حضور بانی و صدر دبستان نوابیہ عزیزیہ قاضی پور شریف فتح پور کی تحریک و کوشش کو بار آور فرما۔

اے میرے خالق و مالک میری ہر موقع پر رہنمائی فرمانے والی، اچھے برے حالات میں ساتھ نبھانے والی، قدم قدم پر نیک اور مفید مشوروں سے سرفراز کرنے والی، دو عظیم شخصیتیں قاضی شہر بوکارو استاذ الاساتذہ ناصر ملت علامہ الحاج الشاہ محمد علاؤ الدین خان رضوی اور خلیفہ تاج الشریعہ حضرت الحاج ابوالکلام رضوی نمائندہ ریگل ٹورز اینڈ ٹراویلس کو اپنی رحمتوں اور برکتوں کا جہان نور عطا فرما۔

اے میرے کریم! مجھے جدت و جدیدیت، روایت و قدامت اور نقد و نظر کی شاہ راہوں سے گزارنے والے استاذ بھائی حضرت مدہوش بلگرامی کو مثالی خوبیوں سے سرفراز فرما۔

رب قدیر۔ میری آواز سے آواز ملانے والے مجھے اپنی حوصلہ افزائیوں سے سنبھالا دینے والے میرے عزیز بھائی مذہبی اجلاس اور نعتیہ مشاعروں کے مشہور شاعر اسم با مسمّی شخص اخلاق فتح پوری کو آل رسول اور عشق رسول کا سرمایہ نصیب فرما۔

بار الٰہ میرے محسن و ہمدرد، میرے کرم فرما وقار ملت علامہ جمال احمد خاں علیہ الرحمہ، بلبل بنگال حضرت مولانا محمد قمر الدین علیہ الرحمہ، بدر الفقہا قاضی شریعت حضرت علامہ مفتی عبدالستار قادری علیہ الرحمہ، خطیب الاسلام حضرت علامہ قاری رضی اللہ علیہ الرحمہ، تاج العلماء مولانا تاج الدین نعیمی علیہ الرحمہ، بھائی بسمل بھاگل پوری مرحوم، بھائی

ہنر پلاموی مرحوم جنکی دعاؤں اور حوصلہ افزائیوں نے مجھے شہرتوں کا زاد سفر عطا کیا، مجھے ملکی سطح پر نظامت کے حوالے سے متعارف کرانے کی سعی بلیغ فرمائی اور اب وہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئے بار الٰہ انکی قبروں کو نور سے معمور فرما، انہیں آخرت کی نعمتوں سے سرفراز فرما۔!!!

الٰہ العالمین مجھے عروج و ارتقا کی منزلوں سے گزرتا ہوا دیکھ کر خوش ہونے والے، مبارکباد پیش کرنے والے، دعاؤں کے ہار اور پھول نچھاور کرنے والے حضرت صوفی محمد عزیز سلطان ناچیز، مولانا مجاہد حسین حسن الہ آبادی، مفتی محمد عابد حسین نوری، مفتی محمد انور نظامی، مفتی محمد عالم نوری، مولانا قطب الدین رضوی، مولانا الیاس فیضی، سید محمد اقبال حسنی، مولانا آصف اقبال، دلکش رانچوی، مولانا علاؤالدین احمد قادری، مولانا سہیل احمد قادری، مولانا فاروق اعظم، مولانا جنید عالم جمالی، مولانا رئیس رضا، حبیب اللہ فیضی، مولانا قمر الدین قمر، ظفر عقیل، شہنواز حسان، مبارک حسین مبارک، نسیم سحر گیاوی، شمس تبریز، مجاہد رضا مظہر، شہباز رہبر، مولانا غلام وارث حشمتی، مولانا تحسین رضا مصباحی، مولانا منظور احمد شیدا، قاری محمد حسین رضوی، مولانا کمال الدین اکمل، قاری الفت حسین رضوی، قاری محمد عنایت رسول، مولانا ارشد قادری، مولانا متاع الدین فیضی، قمر عالم جوہری، خورشید فیضی، الحاج قاری منیر الدین رضوی، عصام رضا منعم بوکاروی، مولانا امتیاز عالم رضوی، حافظ سلطان عالم عزیزی، قاری مشاہد رضا حبیبی، اختر حسین رضوی، الحاج ولی خان رضوی، ارشد برکاتی، سید سہیل احمد نظامی، محمد اظہار الدین رضوی، شیخ علاء الدین رضوی، شیخ رضوان رضوی، ڈاکٹر شمیم رضوی اور بھائی سراج انصاری کو اپنے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کی برکتوں اور رحمتوں کا بھرپور حصہ عطا فرما انکی زبان و بیان میں سلاست، اثر اور اثر آفرینی عطا فرما۔!!!

بار الٰہ میرا مادر علمی، میرا علمی آماجگاہ امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خواجہ خواجگان سلطان الہند کی روحانی یادگار مرکز علم و ادب دار العلوم اہلسنت حنفیہ غریب

نواز کو روز افزوں ترقیات کی شاہراہوں پر گامزن فرما اساتذہ کرام طلبائے عظام و اراکین کمیٹی کو شاد و آباد فرما۔

اے میرے مصطفٰے کے خدا۔ جو تیرے اور تیرے محبوب کے ذکر سے وابستہ ہیں جو ذکر رسول اور نعت رسول کو حرز جاں بنائے ہوئے ہیں اور اس سلسلے میں پورے ملک میں مصروف سفر رہا کرتے ہیں بار الٰہ انکی حفاظت فرما اور انکی ہر نیک اور جائز تمنا کی تکمیل فرما۔

اے خداوند کریم و کارساز! میرے شاہین صفت دوست، میرے عزیز بھائی فہیم بسمل شاہجہاں پوری جس نے میرے شکستہ پروں کو جوڑ کر مجھے اردو ادب کے فضائے بسیط میں اڑنے کا حوصلہ دیا، میرے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کو استحکام بخشا، اے میرے پروردگار اسے اصناف سخن کا آسمان عطا فرما۔

اے میرے کریم اے میرے رحیم! میرا وطن عزیز میرا ہندوستان جہاں سے تیرے محبوب کو ٹھنڈی ہوا کی صورت میں وفا کی خوشبو محسوس ہوئی، جہاں تیرے محبوب کے چاہنے والے، تیرے محبوب پر جاں نچھاور کرنے والے عشاق رسول موجود ہیں، جہاں تیرے محبوب کے محبوبین آج بھی محبت و اخوت، حب الوطنی، وطن دوستی، اتحاد و اتفاق کا درس دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بار الٰہ آج وہاں ہر طرف تعصب و نفرت کی چنگاریاں بھڑ کائی جارہی ہیں، منصوبہ بندی کے تحت نسل کشی کی جارہی ہے، تیرے محبوب کے وفاداروں پر زمینیں تنگ کی جارہی ہیں بار الٰہ میرے ملک کی جمہوریت کی حفاظت فرما۔!!!

امیدوار کرم

حسن رضا اطہر

ماضی بھی ہے مضارع گردش میں حال تیرا
صدیوں کے لب پہ تو ہے دن ماہ و سال تیرا

بادل گرج رہا ہے بجلی چمک رہی ہے
" مشہور ہو رہا ہے عزو جلال تیرا "

شاہوں کی بادشاہی درویش کی فقیری
یہ مالا مال تیرا وہ مالا مال تیرا

شبنم مزاج عالم آتش مزاج محشر
رنگ جمال تیرا رنگ جلال تیرا

میدان کربلا میں شبّیر پر تظلم
مکے کی سر زمیں پر حبشی بلال تیرا

موسم کا فلسفہ کیا آسان ہے سمجھنا
بارش میں دھوپ تیری شب میں ہلال تیرا

جلوہ نبی کا ہوگا منکر نکیر ہونگے
مـــــــن ربک لحد میں پہلا سوال تیرا

موسیٰ سے چھپکلی تک آیا یہی سمجھ میں
ہر بندہ محترم ہے سب میں کمال تیرا

منزل کی جستجو میں مقصد کی آرزو میں
تھک کر نہ بیٹھ جائے اطہر نڈھال تیرا

===☆☆===

زمیں پہ عرش کا محور ہے خانۂ کعبہ
خدائے پاک ترا گھر ہے خانۂ کعبہ

کسی کے دل میں ہے تصویر گنبد خضری
کسی کے قلب کے اندر ہے خانۂ کعبہ

بہت کریم ہے میزاب رحمت باری
بہت عظیم سمندر ہے خانۂ کعبہ

حرم کے نور سے روشن ہے کائنات مطاف
حریم چشم منور ہے خانۂ کعبہ

چھپا کے رکھتی ہے شہزادوں کو ردائے حطیم
سکون آغوشِ مادر ہے خانۂ کعبہ

بوقت سعی ادھر بھی ادھر بھی دونوں طرف
صفا سے مروہ کا منظر ہے خانۂ کعبہ

میں ملتزم سے لپٹ کر دعائیں مانگونگا
قبولیت کا مقدر ہے خانۂ کعبہ

تمام عمر یہ پڑھتے رہو اسی کو پڑھو
کتاب حرف مکرر ہے خانۂ کعبہ

نوید صبح بشارت کی یہ علامت ہے
حیات نو کا پیمبر ہے خانۂ کعبہ

مکان طیب و پاکیزگی کہیں جسکو
خدا کے فضل سے اطہر ہے خانۂ کعبہ

==☆☆===

خانۂ کعبہ کے رخ کا تل الہ العالمین
کاش ہو جائے مرا دل دل الہ العالمین

ہم فروعی مسئلوں میں اس قدر الجھے رہے
اصل مقصد سے ہوئے غافل الہ العالمین

میل کا پتھر کہاں آنکھیں مری پتھرا گئیں
اور کتنی دور ہے منزل الہ العالمین

کشتئ شعر و سخن گرداب کے چکر میں ہے
دور ہے دیوان کا ساحل الہ العالمین

زنگ آلودہ ہے ماضی حال بھی اچھا نہیں
میرا مستقبل ہو مستقبل الہ العالمین

سب کرم تیرا ترے محبوب کی چشم کرم
جانتا ہوں میں ہوں کس قابل الہ العالمین

سب کے بچے حافظ قرآن ہوں قاری بھی ہوں
سب کے بچے عالم و فاضل الہ العالمین

عزت و توقیر نعت پاک کا فیضان ہے
مال و زر ہے برکت محفل الہ العالمین

جب نظر آئے مدینہ تو مجھے ایسا لگے
ہو رہا ہوں خلد میں داخل الہ العالمین

جگمگائیں نعت کے افلاک پر آئیں نظر
قادریؔ مدنیؔ مہ کامل الہ العالمین

خون سے رنگین ہو جائے دل حرص و ہوس
نفس کا بن جاؤں میں قاتل الہ العالمین

اب کہاں فاروق اعظم ، اب کہاں مولا علی
اب کہاں منصف ، کہاں عادل الہ العالمین

ملکیت لوح و قلم کی راس آئی ہے مجھے
نعمتِ تحریر ہے حاصل الہ العالمین

رحمتہ اللعالمیں کے ذکر سے اطہرؔ ہوا
بندگانِ خاص میں شامل الہ العالمین

ے دونوں بیٹے ہیں

حسن قرطاس و قلم افکار عالی دے خدا
دلنشیں انداز خط بے مثالی دے خدا

سطوت شاہنشہی کو دے مزاج آگہی
بندۂ محتاج کو دست سوالی دے خدا

چھین لے میری زباں سے لفظ کی آوارگی
لہجۂ شفاک کو شیریں مقالی دے خدا

چلچلاتی دوپہر میں لذت ریگ عرب
مصطفٰے کے عشق کو رنگ بلالی دے خدا

ماہ و انجم کی چمک آئے نظر اشعار میں
فکر کی تابندگی روشن خیالی دے خدا

تو اگر چاہے تو دونوں کیفیت ہوں ساتھ ساتھ
شخصیت شان جلالی ہے جمالی دے خدا

روزمحشر **اذہبــــــو** کی ہے صدائے بازگشت
امت سرکار کو امت کا والی دے خدا

خشک پیڑوں کے مقدر میں کہاں پتھر نصیب
موسم سر سبز ، برگ و بار ڈالی دے خدا

حکمت رازیؔ کا جلوہ حضرت حقؔ کا شعور
فلسفہ کے واسطے علم غزالیؔ دے خدا

جزو اول نا مکمل جزو ثانی کے بغیر
کلمۂ طیب کو ضرب اتصالی دے خدا

گنبد خضری کا صدقہ خانۂ کعبہ کے پاس
ہاتھ ہیں پھیلے ہوئے کشکول خالی دے خدا

مصطفیٰ کے شہر سے کوثر کا پیالہ ہاتھ میں
لقمۂ تر کے لیے جنت کی تھالی دے خدا

نعت گوئی ارتقا کی راہ دکھلائے مجھے
فن اطہرؔ کو عروج لا زوالی دے خدا

===☆☆===

دے مجھے فہم و فراست کی توانائی خدا
میں ہوں نادان مجھے بخش دے دانائی خدا

روشنیؔ، قادریؔ، مدنیؔ کی نظر ہے کمزور
میرے بچوں کے لیے بھیج دے بینائی خدا

اپنے محبوب کے جلووں سے منور کر دے
یاد آتی ہے مجھے قبر کی تنہائی خدا

اہل سنت کے عقائد پہ رہیں سب قائم
میرے بچے، مرے ماں باپ، بہن، بھائی خدا

لوگ جب ڈوب کے ابھریں تو گہر ہاتھ لگے
اس قدر آئے مرے شعر میں گہرائی خدا

خلد سے کم نہیں طیبہ کی بہار آرائی
خلد کی طرح ہے طیبہ کی بھی رعنائی خدا

کم سے کم ایک ہی اچھائی مجھے ہو حاصل
کام آجائے وہی حشر میں اچھائی خدا

محفل رنگ جہاں دور رہے اطہر سے
زیست بن جائے تماشہ نہ تماشائی خدا

===☆☆===

اولاد

جو انکے نام سے اپنا سفر آغاز کرتے ہیں
فرشتے ہر قدم پر دعوت شیراز کرتے ہیں

تخیل ندرت و اسلوب لہجہ کاوش و انداز
لب حسانؔ اظہار سخن ممتاز کرتے ہیں

کلام مصطفٰے پتھر دلوں پر موم کے مانند
اثر انداز ہوتے ہیں اثر انداز کرتے ہیں

کلید اسم احمد جنکے ہاتھوں میں سلامت ہے
مقفل سارے دروازوں کے در وہ باز کرتے ہیں

عروج و ارتقا چاہو تو قدموں سے لپٹ جاؤ
وہی دونوں جہاں میں سب کو سرافراز کرتے ہیں

نبی کے دست و بازو ہیں جناب حیدرؔ و حمزہؔ
نمایاں کام جنگ بدر میں جاں باز کرتے ہیں

فضائے ہند کے کنج قفس سے جانب طیبہ
پرندوں نے کہا اطہرؔ چلو پرواز کرتے ہیں

شب سیاہ کو شرمندگی ہوئی کہ نہیں
وہ آ گئے تو بتا روشنی ہوئی کہ نہیں

بتا ہوا کہ نہیں سرخرو گدائے رسول
ذلیل سطوت شاہنشہی ہوئی کہ نہیں

ہیں دف بجاتی ہوئی بچیاں تصور میں
نواح جاں میں عجب نغمگی ہوئی کہ نہیں

ابھی بھی وقت ہے ان سے قریب ہو جاؤ
جو ان سے دور ہوئے گمرہی ہوئی کہ نہیں

طلوع صبح سے ٹوٹا طلسم شب کا خمار
چراغ نور سے وابستگی ہوئی کہ نہیں

تمام موج سخاوت رواں دواں ان سے
تمام ان پہ ہی دریا دلی ہوئی کہ نہیں

صدائے نعت سے روشن ہے کائنات سخن
صدی یہ نعت نبی کی صدی ہوئی کہ نہیں

حسُین شہر نبی کی گلی سے گزرے ہیں
حسین شہر نبی کی گلی ہوئی کہ نہیں

ہمیشہ ساتھ ہے اطہؔر حدائق بخشش
رضا کے رنگ میں کچھ شاعری ہوئی کہ نہیں

===☆☆===

مقام رشک دونوں کا برابر ہے نہیں ہے نا؟
میاں خلد بریں طیبہ سے بہتر ہے نہیں ہے نا؟

بلالؔ و رابؔعہ کو جو ہوا حاصل مقدر سے
وہی عشق نبی مجھکو میسر ہے نہیں ہے نا

نقوش پائے ناز مصطفٰے کی سر بلندی سے
فزوں کوئی کسی کا ایک بھی سر ہے نہیں ہے نا

ادھر تلوار والے ہیں ادھر تعداد والے ہیں
ادھر بس تین سو تیرہ ہیں لشکر ہے نہیں ہے نا

امیر شہر انکے در پہ آتے ہیں گدا بن کر
گداگر میرے آقا کا گداگر ہے نہیں ہے نا

مدینے کی طرف اطہؔر ابھی پرواز کر جاتا
مگر افسوس ہے میں کیا کروں پر ہے نہیں ہے نا

نعت پاک مصطفٰے محسوسنا
اے قلم مثل رضا محسوسنا

جلوۂ عشق نبی کا رنگ ہے
کیفیت دل کی ذرا محسوسنا

منتظر ہوں ایک ہی جھونکے کا بس
اے مدینے کی ہوا محسوسنا

بے وفاؤں کا جہنم ہے مقام
عمر بھر اے دل وفا محسوسنا

ہر ورق باب حیات طیبہ
ابتدا تا انتہا محسوسنا

جب غرور کہکشاں ہو سربلند
نقش پائے مصطفٰے محسوسنا

جب ملوں میں سبز گنبد کے قریب
زندگی رنگ قضا محسوسنا

ہجر کا مارا اگر آواز دے
کم سے کم باد صبا محسوسنا

ہم تو اطہر عاشق سرکار ہیں
شعر فکر و فن کجا محسوسنا

===☆☆===

مرے رسول سا کوئی بھی با کمال ہے کیا
وہ بے مثال ہیں انکی کوئی مثال ہے کیا

نبی کے عشق کا نشہ نہیں اترتا ہے
عرب کی تپتی ہوئی ریت پر بلال ہے کیا

قرار آتا نہیں چین کیوں نہیں پڑتا
در رسول کا آیا مجھے خیال ہے کیا

نبی نے پوچھ کر آنسو غلام سے پوچھا
بتاؤ! اچھا بتاؤ کوئی سوال ہے کیا

مرے نصیب مدینے میں ،میں بتاؤں گا
عروج وقت ہے کیا، ساعت زوال ہے کیا

غم رسول میں روئے ہو پھوٹ کر اطہرؔ
تمہاری آج طبیعت بہت بحال ہے کیا

نوید جاں فزا ہے
کدھر باد صبا ہے

تخیل میں ہمیشہ
مدینے کی فضا ہے

فصیل شب پہ روشن
چراغ مصطفیٰ ہے

کسی بھی وقت جاؤ
در آقا کھلا ہے

عجب طیبہ کا موسم
عجب آب و ہوا ہے

مدد یاد مدینہ!
مرا دل مر گیا ہے

بتاؤں کیوں نبی سے
مجھے کتنا ملا ہے

مرا مکہ بھی اپنا
مدینہ بھی مرا ہے

میاں مجرم ہے اطہرؔ
مگر جو بے وفا ہے؟

===☆☆===

دیارِ عشق کا منظر اگر چھوٹا تو سب چھوٹا
نگاہوں سے وہ تابندہ گہر چھوٹا تو سب چھوٹا

یہاں دامن بچاؤ ہر طرف کانٹے ہی کانٹے ہیں
وہاں جاؤ وہ پھولوں کا نگر چھوٹا تو سب چھوٹا

مدینے میں بہت سے گھر تو ہیں انصار کے لیکن
ابو ایوبؓ انصاری کا گھر چھوٹا تو سب چھوٹا

ادھر ہے خانۂ کعبہ ادھر ہے گنبدِ خضریٰ
ادھر چھوٹا تو سب چھوٹا ادھر چھوٹا تو سب چھوٹا

کسی بھی در پہ جاؤ پھر اسی دربار میں پہنچو
یہ در ہے میرے آقا کا یہ در چھوٹا تو سب چھوٹا

بزرگوں نے کہا ہے نعت ہے تلوار پر چلنا
سلیقہ چاہیے عرضِ ہنر چھوٹا تو سب چھوٹا

مجھے معلوم ہے تم بھی سفر کچھ کم نہیں کرتے
مدینے کا مگر اطہرؔ سفر چھوٹا تو سب چھوٹا

آپ کا خیال مصطفٰے
جی ہوا بحال مصطفٰے

مصطفٰے کمال ہی کمال
مصطفٰے کمال مصطفٰے

بے اثر ہوئے ستم کے وار
ہیں کرم کی ڈھال مصطفٰے

عمر بھر نہ آئے عشق کے
آئینے میں بال مصطفٰے

دھجیاں جواب کی اڑیں
جب ہوئے سوال مصطفٰے

کیا پتہ شب سیاہ کو
روشنی کا حال مصطفٰے

میری شخصیت کو بھی نکھار
مجھ کو بھی اجال مصطفٰے

اطہر حزیں پہ بھی کرم
یہ ہے پر ملال مصطفٰے

===☆☆===

غم کے کشکول میں چھایا ہے خوشی کا موسم
کاسۂ درد میں ہے دریا دلی کا موسم

ٹوٹ کر خود ہی بکھر جائے گا شہروں کا غرور
جوش پر آئے گا جب ان کی گلی کا موسم

جو بھی دامن سے لپٹ جائے اسی کی ہے بہار
ہاتھ میں جس کے وہ آجائے اسی کا موسم

موسم کوچۂ طیبہ سے ہی تابندہ ہے
بیسویں کا ہو کہ موجودہ صدی کا موسم

مصطفےٰ ہی کے تو گلشن کے علی ہیں والی
مصطفےٰ ہی کا تو موسم ہے علی کا موسم

مسکراتے ہیں چمن زار مناقب اطہرؔ
حمد کے باغ میں ہے نعت نبی کا موسم

حساب اور مکمل حساب ہاتھوں میں
بتاؤ کیا نہیں رحمت مآب ہاتھوں میں

در رسول کے ذرے ہیں کچھ ہتھیلی پر
چمک رہے ہیں کئی آفتاب ہاتھوں میں

حدیث پاک ہمیشہ رہے نگاہوں میں
ہمیشہ رکھیے خدا کی کتاب ہاتھوں میں

اسی کو کہتے ہیں تعبیر گنبد خضری
نکل کے آئے ہیں آنکھوں کے خواب ہاتھوں میں

کہاں سے لاؤں میں باغ رسول کی خوشبو
کہاں سے لاؤں مہکتا گلاب ہاتھوں میں

خدا نے خلق کیا اور دے دیا اطہرؔ
نظام خلقت کل کامیاب ہاتھوں میں

جو کہے نعت احمدی کیا ہے
شاعرو! اس کی شاعری کیا ہے

کون سمجھے سمجھ میں کیا آئے
میرے آقا کی زندگی کیا ہے

نام لو خود ہی جان جاؤ گے
نام احمد میں چاشنی کیا ہے

زندگی موت ہی بتائے گی
میری طیبہ سے دوستی کیا ہے

جنتیں بھی طواف کرتی ہیں
شہر سرکار کی گلی کیا ہے

اک بہانہ ہے ذکر کا ورنہ
چند مصرعوں کی شاعری کیا ہے

خوب جی بھر کے مانگیے اطہؔر
ان کے دربار میں کمی کیا ہے

صدائے ضرب سے ایمان لخت لخت ہوا
در رسول پہ لہجہ اگر کرخت ہوا

نبی کے عشق کا پودا کسی بھی موسم میں
بغیر آب و ہوا کے گھنا درخت ہوا

تمہاری ذات سے روشن کسی کی شمع حیات
تمہارے در سے منور کسی کا بخت ہوا

جو بھول بیٹھے ہیں اصحاب مصطفےٰ کا سبق
انہیں کے واسطے ہر امتحان سخت ہوا

نقوش حضرت حسانؔ منزل مقصود
"سخن سفر" میں رضؔا کا کلام رخت ہوا

تمہارے ذکر نے مجھکو بلندیاں بخشیں
تمہارے ذکر سے اطہؔر عروج بخت ہوا

بات کچھ تو ہے بے زبانی میں
پھول خوشبو ہوا میں پانی میں

نعت لکھتے رہو محبت سے
ہے طبیعت ابھی روانی میں

کس لیے جبرئیل آئے تھے
ایک دن بیت ام ہانی میں

ہر گدا حکمراں سا لگتا ہے
میرے آقا کی حکمرانی میں

نعت کی فکر میں رہے ملحوظ
حسن الفاظ میں معانی میں

خود کلامی کا شہر ہے طیبہ
سرفرازی ہے بے زبانی میں

میرا دل نعت کا ہے شیدائی
لطف آتا نہیں کہانی میں

مصطفیٰ کی زباں سے ہے ثابت
قدر و قیمت ہے خوش بیانی میں

اصل دولت ہے سیرت اکرم
خاک ہے بات خاندانی میں

مصطفیٰ ہی کا ہاتھ ہے اطہرؔ
میری عزت میں قدر دانی میں

===☆☆===

عجب لفظ و معانی کے گہر پارے نکلتے ہیں
قلم کی نوک سے نعتوں کے شہ پارے نکلتے ہیں

مدینے میں پہنچ کر ہی انہیں آرام ملتا ہے
فضائے ہند سے جب درد کے مارے نکلتے ہیں

ہر اک منظر کرم کے تیر کی صورت ہے سینے میں
کمان گنبد خضری سے نظارے نکلتے ہیں

خجل طیبہ کے ذروں کی چمک نے کر دیا شاید
بہت سج دھج کے اب آکاش پر تارے نکلتے ہیں

فلک سے نور کا بادل برستا ہے مدینے میں
زمیں کے بطن سے رحمت کے فوارے نکلتے ہیں

حسد کی آگ میں جلتے ہیں دشمن میرے آقا کے
کہ انکے واسطے دوزخ کے انگارے نکلتے ہیں

انہیں کی انگلیوں کے فیض سے جاری ہوئے چشمے
انہیں کی انگلیوں سے نور کے دھارے نکلتے ہیں

فضاؤں میں شکست فاش کا اعلان ہے اطہر
محاذ جنگ سے کافر تھکے ہارے نکلتے ہیں

اصحاب بے شمار ہیں تمغے الگ الگ
سب کو ملے رسول سے تحفے الگ الگ

سرکار نے خرید لیا خیریت ہوئی
ہم لوگ ورنہ مفت میں بکتے الگ الگ

لذت عجب ہے دھوپ کی لطف سحر عجب
طیبہ میں روز و شب کے ہیں جلوے الگ الگ

حسانؓ و کعبؓ کا ہے مقدر کسے نصیب
لکھنے کو سب نے شعر تو لکھے الگ الگ

خوش ہے کوئی قریب تو مغموم کوئی دور
یعنی وصال و ہجر کے جذبے الگ الگ

بغداد سے نجف سے عراق و دمشق سے
جاری ہوئے ہیں نور کے چشمے الگ الگ

مرکز مگر ہر ایک کا شہر رسول ہے
اطہرؔ ہیں کائنات کے نقشے الگ الگ

مونس انس و جاں وجہ کون و مکاں رحمت دو جہاں مصطفیٰ مصطفیٰ
از مکیں تا مکاں از زمیں تا فلک از کراں تا کراں مصطفیٰ مصطفیٰ

بغض وکینہ، حسد، جھوٹ مکر وریا، اختلاف وعداوت سے تفریق سے
ہر طرح کی برائی سے محفوظ ہو میرا ہندوستاں مصطفیٰ مصطفیٰ

کوہ سجدہ پہ غار حرا پر کبھی حوض کوثر پہ میزاں پہ پل پر کبھی
امتی امتی ہر نفس امتی چشم سیل رواں مصطفیٰ مصطفیٰ

آسماں کا نہ کوئی ستارہ تھا میں مختصر ایک ناچیز ذرہ تھا میں
آپ کا نقش پا چوم کر ہو گیا انجم و کہکشاں مصطفیٰ مصطفیٰ

میرا طرز سخن سب میں ممتاز ہو موج در موج لہروں کا احساس ہو
فکر وفن کے سمندر میں بن کے رہوں وسعت بے کراں مصطفیٰ مصطفیٰ

مجھکو آباد کس نے کیا آپ نے مجھکو دریافت کس نے کیا آپ نے
ورنہ مقبولیت کے محل کا تھا میں حجرۂ رائگاں مصطفیٰ مصطفیٰ

زخم خوردہ کلیجہ دکھائیں کسے داستان الم ہم سنائیں کسے
کھینچتے ہیں مسلماں پہ اغیار سب تیغ تیر و کماں مصطفیٰ مصطفیٰ

کعبؓ و حسانؓ حمزہؓ علیؓ فاطمہؓ شیخ سعدیؒ و جامیؒ و خسروؒ فریدؒ
کس سے مانگوں میں گفتار عرض ہنر کس سے مانگوں زباں مصطفیٰ مصطفیٰ

آپ چاہیں اگر کچھ بھی مشکل نہیں میری خواہش یہی ہے تمنا یہی
ایک ہوتا مدینے میں میرا بھی گھر ایک ہوتا مکاں مصطفیٰ مصطفیٰ

کون ہمدرد ہے کون غمخوار ہے کون مشفق سخی کون دمساز ہے
کس کے در سے ہے دریا دلی کا چلن کون ہے مہرباں مصطفیٰ مصطفیٰ

قتل و غارت گری ، آہ بے چارگی، درد ظلم وستم ، مذہبی دشمنی
ڈھونڈتا ہوں زمانے میں ملتا نہیں کوئی شہر اماں مصطفیٰ مصطفیٰ

===☆☆===

کیف و مستی سرور کا موسم
موسمِ گل حضور کا موسم

مستقل آپ لطف کی بارش
میں مسلسل قصور کا موسم

تو مثال شراب فسق و فجور
میں شراب طہور کا موسم

کھل گیا ہفت رنگ دروازہ
ہر طرف رنگ و نور کا موسم

نام سے انکے بھاگ جاتا ہے
زخم خوردہ غرور کا موسم

کشت الفت کو شاد کرتا ہے
یاد یوم النشور کا موسم

تو نے دیکھا نہیں ابھی اطہرؔ
آب زم زم ، کھجور کا موسم

نعت میں تازہ قوافی سوچیے
سوچیے دن رات کافی سوچیے

کیا ہے وہ علم لدنی بولیے
کیا ہے وہ علم اضافی سوچیے

لفظ کیا شان رسالت کے خلاف
کیا ہے مدحت کے منافی سوچیے

کیا حدیث پاک میں مرقوم ہے
کیا ہے یہ وعدہ خلافی سوچیے

گنبد خضری کا آیا ہے خیال
اپنے جرموں کی معافی سوچیے

مسجد آقا میں اطہرؔ عمر بھر
ہو سکے تو اعتکافی سوچیے

میں مدینے کی زمیں ہوں آسماں دیکھوں تجھے
اتنی فرصت ہی کہاں ہے میں کہاں دیکھوں تجھے

آتش عشق رسالت قلب میں محفوظ رکھ
زندگی ورنہ دھواں ہی بس دھواں دیکھوں تجھے

بس یہی خواہش ہے میری اے مرے لخت جگر
حافظ قرآن دیکھوں نعت خواں دیکھوں تجھے

جان و دل تجھ پر نچھاور اے عرب کی سرزمیں
باغ رحمت میں حدیث جاوداں دیکھوں تجھے

میری آنکھوں کی بصارت کو بصیرت بخش دے
ذرۂ خاک مدینہ کہکشاں دیکھوں تجھے

مانگ لے طیبہ سے اپنے واسطے دو گز زمیں
موت کے بھی بعد اطہر جاوداں دیکھوں تجھے

اے سمت بے مراد در شش جہات مانگ
آقائے کائنات سے تو کائنات مانگ

بحر کرم سے مانگ تموج خیال میں
احساس کے پرند نئی فکریات مانگ

وہ کب سے منتظر ہیں اجالے حیات کے
جان سحر عزیز مدینے کی رات مانگ

خواہش ہے ملکیت کی اگر دل کے شہر میں
اشک نبی سے عشق نبی کی زکات مانگ

آسانیاں ضرور فراہم کریں گے وہ
راہ سخن میں روز نئی مشکلات مانگ

سب لوگ منتظر ہیں سماعت کے واسطے
دل پر اثر کرے جو وہی ان سے بات مانگ

رنگ وفا ، خلوص و ادب ، عجز و انکسار
حسن کمال ذات سے حسن صفات مانگ

توصیف تاجدار دو عالم کے واسطے
کاغذ قلم شعور جہان دوات مانگ

آقا سے مانگنے کے ہی لائق کہاں ہے تو
پہلے تُو مانگنے کو خدا سے تو ہات مانگ

اطہر بہت سکون ملے گا حیات میں
اشک رواں میں درد جگر میں ثبات مانگ

===☆☆===

سوائے ذرۂ خوش آب کیا ہے
مرے ہاتھوں میں یہ زرتاب کیا ہے

نبی کی یاد نے انگڑائی لی پھر
ارادہ اے دل سیماب کیا ہے

سفینہ چھوڑ دے بحر کرم میں
ہوا کیا موج کیا گرداب کیا ہے

میسر ہے اگر خار مدینہ
گل رنگیں گل شاداب کیا ہے

مدینہ ہی اگر دیکھا نہیں تو
مری نیندو! بتاؤ خواب کیا ہے؟

چٹائی مصطفٰے کی ہے نظر میں
کسی کا بستر کمخواب کیا ہے

نبی کے نام پر کوئی پلائے
محبت سے اگر زہراب کیا ہے

فقط میں نعت کا مضمون باندھوں
مجھے نایاب کیا کمیاب کیا ہے

مجھے دیکھو کہ میں ہوں خاک طیبہ
نجوم و کہکشاں ، مہتاب کیا ہے

مدینے میں نظر آتا ہے اطہرؔ
ادب کیا چیز ہے آداب کیا ہے

===٪٪===

انبساط
حسن رضا اطہرؔ

ہزار رنگ کے پھولوں سے ڈھک گئی دنیا
وہ کائنات میں آئے مہک گئی دنیا

جمال نقش کف پائے شاہ طیبہ کا
مثال ڈھونڈنے نکلی تھی تھک گئی دنیا

شجر غرور کا تھا یہ انا کی ٹہنی تھی
وہ آئے شاخ کی صورت لچک گئی دنیا

اسے دکھائے کوئی راستہ مدینے کا
فریب وقت نظر سے بھٹک گئی دنیا

فضا میں چھائے ہیں قوس قزح کے رنگ جمیل
جمالیات نبی سے چمک گئی دنیا

جہاں جہاں سے وہ گزرے جدھر جدھر وہ گئے
اسی دیار کی جانب لپک گئی دنیا

مرے رسول نے دنیا کی آبرو رکھ لی
مرے رسول کے قدموں سے لگ گئی دنیا

بس یہی ہے عشق کی تکمیل بس
مصطفےٰ کے حکم کی تعمیل بس

آرزو لیکر چلا شہر نبی
کر کے اپنی چاہتیں زنبیل بس

اے ہوائے شہر طیبہ خوش خرام
ہو گئی تو روح میں تحلیل بس

پھوٹتی ہے بس حرم سے روشنی
چھن رہی ہے نور کی قندیل بس

اور میں ارسال کیا طیبہ کروں
ہو رہی نعت کی ترسیل بس

حج کا ہے زاد سفر اطہر اگر
چھوڑ کر تاخیر ، کر تعجیل بس

میں تو کہتا ہوں اگر دل ٹھیک ہے
گنبد خضری بہت نزدیک ہے

میں گداگر ہوں مرے کشکول میں
کچھ نہیں کوئے نبی کی بھیک ہے

تذکرہ سرکار کا ہوتا نہیں
اس لیے دل کا محل تاریک ہے

ہر زباں پر نعت کے اشعار ہوں
یہ ہماری عالمی تحریک ہے

آپ تو اہل نظر ہیں محترم!
نعت کا فن کس قدر باریک ہے

آیئے اطہر یقیں کی راہ پر
چھوڑیئے جو باعث تشکیک ہے

دل ہوش وخرد جان وجگر باندھے ہوئے ہے
نعت شہ طیبہ کا اثر باندھے ہوئے ہے

اب ہوگی مکمل ترے کوچے میں رہائش
زنجیر صفت حسن سحر باندھے ہوئے ہے

طیبہ کی فضاؤں میں مقدر کا پرندہ
اڑنے کے لئے کب سے کمر باندھے ہوئے ہے

سورج کے جگر میں بھی ہیں اثرات مرتب
انگلی کے اشارے کو قمر باندھے ہوئے ہے

ایماں سے بہت دور ہے تشکیک کا پہلو
بو جہل اگر اور مگر باندھے ہوئے ہے

وہ شافع محشر ہیں شفاعت پہ یقیں رکھ
دل ہے کہ عبث خوف وخطر باندھے ہوئے ہے

نعت شہ کونین کی وسعت کا ہے صدقہ
ہر شعر با انداز دگر باندھے ہوئے ہے

ہر اہل قلم نعت رسالت میں ہے مصروف
ہر اہل ہنر کار ہنر باندھے ہوئے ہے

نغمات عقیدت میں تخیل کی بلندی
اطہرؔ کے تصور کا اثر باندھے ہوئے ہے

===☆☆===

ذرۂ ناچیز رشکِ اختر کامل ہوا
نام میرا نعت کی فہرست میں شامل ہوا

جو ہے محروم زیارت وہ بھی کوئی آنکھ ہے
جس میں انکا غم نہ ہو وہ دل بھی کوئی دل ہوا

چہرۂ زیبا کی صورت ہے یہ ساری کائنات
اور اس میں گنبد خضری مثال تل ہوا

دیکھ لو عہد رسالت کے تصور کا کمال
حال آئندہ ہوا ماضی بھی مستقبل ہوا

جس کے دل میں مصطفیٰ ہیں بس وہی فیاض ہے
دل دیا جس نے نبی کو بس وہ دریا دل ہوا

کیوں بتاؤں میں کسی کو اس در اکرام سے
کیا مجھے حاصل ہوا کتنا مجھے حاصل ہوا

نعت میں محنت نہیں اطہر محبت چاہیے
ایک اک مصرع ہمارا عرش سے نازل ہوا

عشق میں ہونا فنا ہے کام یارِ غار کا
حضرت فاروقؓ و عثماںؓ حیدر کرار کا

شہد میں ڈوبا ہوا وہ لہجۂ محبوبیت
توڑ دیتا ہے بھرم ہر نشۂ پندار کا

مصطفیٰ کے وار سے ہے کفر کا قصہ تمام
کار نامہ دیکھیے اخلاق کی تلوار کا

وہ تو کہیے مصطفیٰ نے مستند مجھ کو کیا
ورنہ میں بھی آدمی تھا کیا کسی معیار کا؟

مصطفیٰ کے خلق کو حق نے کہا خلق عظیم
مذہب اسلام تو ہے نام ہی کردار کا

چاہتا ہوں روز آئے تازگی الفاظ میں
منتظر رہتا ہوں اطہر نو بہ نو افکار کا

ہوا سمجھتی نہیں قابل قبول مجھے
صبا بنا دے مدینے کی پاک دھول مجھے

خدا کے فضل سے سب کچھ ہوا مجھے حاصل
نبی کے فضل سے سب کچھ ہوا حصول مجھے

میں اپنی ذات میں خار ببول ہوں لیکن
عرب کا باغ بنائے گلاب پھول مجھے

غم رسول نے تحفہ دیا مسرت کا
غم جہاں نے کیا جب بہت ملول مجھے

خیال گنبد خضری میں ہوں ابھی مصروف
خیال رنگ جہاں بھول بھول، بھول مجھے

زمانے بھر میں ہے محبوب شخصیت میری
عزیز رکھتے ہیں اطہرؔ بہت رسول مجھے

چہک رہے ہیں ہر اک سو ترے حوالے سے
سخن کے باغ میں خسروؔ ترے حوالے سے

ترے ہی نام سے سرشار مور جنگل میں
چھلانگ بھرتے ہیں آہو ترے حوالے سے

وفا کا کوئی بھی موسم قبول ہے مجھ کو
ہوائے سرد ہو یا لُو ترے حوالے سے

بنے ہوئے ہیں سر راہ روشنی کے امام
شب سیاہ میں جگنو ترے حوالے سے

مری نظر میں کئی چاند جگمگاتے ہیں
بہت حسین ہیں بالو ترے حوالے سے

مہ و نجوم یہ شمس و قمر یہ قوس قزح
یہ رنگ و نور یہ خوشبو ترے حوالے سے

دیار غیر میں اردو کی یہ پذیرائی
مری زبان میں جادو ترے حوالے سے

خزف نہیں وہ ستارہ صفت ہوئے آقا
ہماری آنکھ کے آنسو ترے حوالے سے

زندگی کی شب میں امید سحر کرتی ہوئی
چشم رحمت گنبد بے در میں در کرتی ہوئی

مصطفےٰ کا فضل مجھکو مستند کرتا ہوا
شخصیت آقا کی مجھکو معتبر کرتی ہوئی

شہر طیبہ میں ادب کے ساتھ ہیں ہوش و خرد
دشت کو آوارگی ہے در بدر کرتی ہوئی

کم سے کم مقبول ہو جائے کسی دن ایک شعر
میری حسرت یہ گزارش عمر بھر کرتی ہوئی

شہد میں ڈوبا ہوا لہجہ ادائے دلنشیں
سنگ دل پر بات آقا کی اثر کرتی ہوئی

روز محشر بھی تبسّم ریز ہوگی وہ نظر
اپنی امت کی خطائیں درگزر کرتی ہوئی

ہاتھ میں اطہرؔ قلم ہے نعت احمد کے لیے
انگلیاں ہیں روز و شب کار ہنر کرتی ہوئی

نعت کے آسمانوں پہ چھاتا ہوا
میں بھی آؤں نظر جگمگاتا ہوا

سنگ طائف فضا میں اچھلتے ہوئے
مصطفےٰ کا کرم مسکراتا ہوا

وہ نماز علی کے لیے ایک روز
عصر کے بعد سورج بلاتا ہوا

سب کے کاندھوں کو بار الم سے نجات
بوجھ تنہا وہ سب کا اٹھاتا ہوا

دشمنوں پر اچھالے گلاب کرم
راستے کا وہ پتھر ہٹاتا ہوا

رزق کی ہم کبھی فکر کرتے نہیں
وہ کھلاتا ہوا وہ پلاتا ہوا

تازہ دم ہی رہا مصطفٰے کا کرم
تھک چکا ہاتھ کوئی بڑھاتا ہوا

میں نے شہرِ تمنا میں مانگی دعا
اپنے بچوں کو دیکھوں کماتا ہوا

آندھیوں کا تعاقب مسلسل مگر
وہ فصیلوں پہ شمعیں جلاتا ہوا

ہر نشانہ وہ نا کام کرتے ہوئے
تیر ترکش پہ دشمن چڑھاتا ہوا

نعت گوئی نے اطہرؔ کیا مشتہر
خود کو کب تک میں پھرتا چھپاتا ہوا

===☆☆===

جدیدیت کی ضرورت ہے نعت کی برکت
غزل کے شعر میں جدت ہے نعت کی برکت

خیال و فکر میں ہے شجرۂ ادب روشن
دیارِ فن کی کرامت ہے نعت کی برکت

کمالِ حسن خطابت ہے نعت کا انعام
جمالِ رنگ نقابت ہے نعت کی برکت

دل و دماغ کی ہے تازگی توانائی
بدن میں طاقت و قوت ہے نعت کی برکت

وہ جنگ بدر کا میداں کہ بابِ خیبر ہو
علی کی ساری شجاعت ہے نعت کی برکت

مرا وجود مری شخصیت مرا منصب
بلندئ قد و قامت ہے نعت کی برکت

خدا کا فضل بچاتا ہے جھوٹ سے مجھ کو
زباں پہ حرف صداقت ہے نعت کی برکت

مسافروں کو نظر آئے منزل مقصود
چراغ رشد و ہدایت ہے نعت کی برکت

خدا کے ذکر سے دل کو سکون ملتا ہے
نماز پڑھنے کی عادت ہے نعت کی برکت

سخن کے شہر کا سلطان میں ہی ہوں اطہر
ادب میں میری حکومت ہے نعت کی برکت

===☆☆===

ہوتا نہیں ہے کاش کہ آقا ایسا ہوتا میں
یاد مدینے کی آتی تو روتا ہوتا میں

اچھی خاصی میری طبعیت ہوتی طیبہ میں
طیبہ میں ہوتا تو اچھا خاصا ہوتا میں

یہ تو کہیے ان کی بدولت اب تک ہوں زندہ
ورنہ ہر دن کیا ہے ہر پل مرتا ہوتا میں

قسمت کا مارا ہوں میں بھی ورنہ کم از کم
خواب میں آقا گنبد خضری دیکھتا ہوتا میں

گود میں لیتے سر پہ بٹھاتے پلکوں پر رکھتے سب
شہر نبی کا بس چھوٹا سا بچہ ہوتا میں

یاد دلاتا شہر نبی کی چبھتا ہر دل میں
باغ نبی کا پھول نہیں تو کانٹا ہوتا میں

ان کے کرم سے بھاؤ مرا بھی بڑھ جاتا اطہر
سستوں کے بازار میں سب سے مہنگا ہوتا میں

جنکے پرواز تخیل میں ہیں شہپر کاغذ
انکو لاتے ہیں مدینے سے کبوتر کاغذ

نعت کے شعر فضاؤں میں ہوں تحریر اگر
ہم تو کہتے ہیں اسے ماہ منور کاغذ

آ تجھے مدحتِ طیبہ کا پتہ بتلا دوں
تو بھٹکتا ہے کہاں دہر میں در در کاغذ

و رفعنا لک ذکرک کی ہے روشن خوشبو
کیوں نہ ہو فکر کے ہاتھوں میں معطر کاغذ

جس میں بس نعت ہی لکھتے تھے امیر خسرؔو
کاش ہو جائے وہی مجھکو میسر کاغذ

نعت کے شعر کسی وقت بھی ہو سکتے ہیں
اس لیے جیب میں رکھتے ہیں برابر کاغذ

میں بھی تحریر کروں اسم رسالت اطہؔر
ڈھونڈتا رہتا ہوں بہتر سے بھی بہتر کاغذ

اک صدی کیا کئی صدیوں کے لیے زندہ ہیں
ہم جو زندہ ہیں تو نعتوں کے لیے زندہ ہیں

اشک آنکھوں سے نکل آئے ادا ہوتے ہی
انہیں حرفوں انہیں لفظوں کے لیے زندہ ہیں

موت کے بعد لحد میں بھی انہیں جانا ہے
وہ جو دربار یا محلوں کے لیے زندہ ہیں

ان پہ سرکار کی ہوتی ہے خصوصی رحمت
وہ مسلمان جو سجدوں کے لیے زندہ ہیں

آیئے آپ کو سینے سے لگاؤں اپنے
آپ سرکار کی گلیوں کے لیے زندہ ہیں

روز آتا ہے مدینے سے کوئی تازہ خیال
فکر و احساس کے جذبوں کے لیے زندہ ہیں

خار بھی کم نہیں ہوتا ہے مدینے کا مگر
آپ کی ضد ہے کہ پھولوں کے لیے زندہ ہیں

میرے سرکار پرائے کا بھی رکھتے ہیں خیال
خودغرض ہم ہیں کہ اپنوں کے لیے زندہ ہیں

سامنے ہونگے جب آقا کی گلی کے جلوے
ہم تو اطہر انہیں وقتوں کے لیے زندہ ہیں

===☆☆===

گنبد فکر میں مینار کہاں سے لاؤں
نعت میں نعت کا معیار کہاں سے لاؤں

اب کہاں ڈھونڈنے ایثار مہاجر جاؤں
دولت جذبۂ انصار کہاں سے لاؤں

ایسا تحفہ جو کوئی پیش کروں خدمت میں
میرے آقا مرے سرکار کہاں سے لاؤں

عید میلاد کی تقریب ہے تقریب سعید
اس سے اچھا کوئی تیوہار کہاں سے لاؤں

یاد جب آئے مدینہ تو لپٹ کر روؤں
آنسوؤ! غم کی وہ دیوار کہاں سے لاؤں

شہر مکہ کی کھلاؤں میں کہاں سے سحری
اور مدینے کا وہ افطار کہاں سے لاؤں

لفظ در لفظ کثافت سے بھرے ہیں میرے
شعر لاؤں تو اثر دار کہاں سے لاؤں

جس میں اصحاب پیمبر ہوں پیمبر کے قریب
وہی مجلس وہی دربار کہاں سے لاؤں

شاعری گم ہے مدینے کی گلی میں اطہر
شعر میں مصر کا بازار کہاں سے لاؤں

===☆☆===

اکرام نبوت سمجھے ہے انعام رسالت جانے ہے
جو نعت نبی کا شاعر ہے وہ نعت کی قیمت جانے ہے

پھولوں کے بچھانے سے اچھا تم خود کو بچھا دو راہوں میں
وہ شخص سعادت مند ہے جو سادات کی عزت جانے ہے

اے جنبش لب خاموش رہو اے عرض تمنا چپ ہو جا
امت کی ضرورت کا والی امت کی ضرورت جانے ہے

آسان نہیں ہے گھر سے یوں پردیس روانہ ہونا بھی
جو چھوڑ کے گھر کو جاتا ہے وہ لذت ہجرت جانے ہے

وہ رحم و کرم کی بھیک طلب کرتا ہی نہیں ہے شاہوں سے
جو شخص رسول رحمت کا انداز سخاوت جانے ہے

تاریخ میں سب کچھ لکھا ہے تاریخ پڑھو تاریخ سنو
طیبہ کا گداگر صدیوں سے انداز حکومت جانے ہے

آداب سخن سے واقف ہے نے فخر ادب ہے تو اطہر
تو زور خطابت جانے ہے نے رنگ نقابت جانے ہے

جلتے موسم میں جنت ہزار آپ ہیں
دھوپ میں ہوں ، شجر سایہ دار آپ ہیں

روشنی کا علاقہ ہے شہر حجاز
روشنی کا مجسم دیار آپ ہیں

جان حسن چمن ، جان رنگ چمن
جان موسم ہیں جان بہار آپ ہیں

غم وہ کیسا بھی ہو ، غم کسی کا بھی ہو
غمزدہ آپ ہیں غمگسار آپ ہیں

نعت میں تازہ اسلوب ہے آپ کا
باعث فخر و صد افتخار آپ ہیں

خواب غفلت سے فرصت نہیں ہے ہمیں
اور ہمارے لیے بے قرار آپ ہیں

خاکساری تو سنت ہے سرکار کی
اور اطہرؔ میاں خاکسار آپ ہیں

ادھورے جو بھی ہیں انکو مکمل کرتے رہنا ہے
نبی کا کام تو ہر مسئلہ حل کرتے رہنا ہے

ادائے سنت حسانؓ ابن ثابت انصاری
مسلسل کرتے رہنا ہے مسلسل کرتے رہنا ہے

غبار کوچۂ طیبہ سجا کر اپنی پلکوں پر
کبھی سرمہ کبھی آنکھوں کا کاجل کرتے رہنا ہے

درود پاک پڑھنا اور پڑھ کر چین سے سونا
اگر کانٹوں کے بستر کو بھی مخمل کرتے رہنا ہے

نبی کی نعت گوئی تو عبادت ہی عبادت ہے
عبادت ہر گھڑی ہر وقت ہر پل کرتے رہنا ہے

صبا پیغام لائے یا نہ لائے عمر بھر لیکن
مدینے کے لیے ضد سن لے پاگل کرتے رہنا ہے

نبی کے ذکر سے آباد ہوں دشت و جبل اطہرؔ
نبی کے ذکر سے جنگل میں منگل کرتے رہنا ہے

فکر سخن میں فکر اگر روحانی ہوگی
نعت رسالت لکھنے میں آسانی ہوگی

سب دیوانے جلوۂ گنبد خضری کے ہیں
گنبد خضری کی دنیا دیوانی ہوگی

میں کہتا ہوں چھوڑ دے کشتی نام نبی پر
تم کہتے ہو دریا میں طغیانی ہوگی

نعت لکھو اور نعت پڑھو اور نعت سنو بس
میری طبیعت نعت سے ہی حسانی ہوگی

اپنا ہر غم کہیے اپنے آقا ہی سے
ورنہ جس سے کہیے آنا کانی ہوگی

ناز ہے جنکو مال زر پر اور دولت پر
مجھکو دیکھ کے طیبہ میں حیرانی ہوگی

لا الہ الا اللہ ہے ورد لب جاں
موت بھی اطہر اب میری ایمانی ہوگی

گھر کے دیوار و در دریچہ و طاق
سب مرے مصطفےٰ کے ہیں مشتاق

نعت پڑھتے ہیں مہر و ماہ و نجوم
ذکر کرتے ہیں انفس و آفاق

یہ ہے خلق عظیم کی برکت
ایک اک شخص ہے جو خوش اخلاق

آپ کا نام اسم اعظم ہے
آپکا نام زہر کا تریاق

کس طرح جائیں وہ بھلا جنت
جو مدینے سے ہو چکے ہیں عاق

ایک لمحے میں آ گیا سدرہ
تیز رفتار اس قدر براق

شہر طیبہ کتاب ہے اطہر
چشت و بغداد کربلا اوراق

جشن میلاد مصطفیٰ ہے آج
کون سا دن ہے کیا پتا ہے آج؟

آج میں ہوں نبی کی چوکھٹ پر
آج بس آج ہے مرا ہے آج

تو غلام رسول ہے پھر بھی
کل کے بارے میں سوچتا ہے آج

منفرد ہے ردیف طیبہ کی
میرا ہر قافیہ نیا ہے آج

زندگی ڈھونڈتی ہے طیبہ میں
اے مری موت تو کجا ہے آج

آنسوؤ! اب تو ساتھ دو میرا
''ذکر محبوب کا مزہ ہے آج''

اب مجھے لے چلو مدینے میں
میری قسمت کا فیصلہ ہے آج

یاد آقا میں روؤں جی بھر کے
شہر طیبہ کوئی گیا ہے آج

نعت نے کر دیا مجھے مشہور
دیکھنے والا دیکھتا ہے آج

غیر کو مصطفیٰ نے اپنایا
ورنہ اپنا کوئی ہوا ہے آج

دوسرے در کی کیا ضرورت ہے
جب در شاہ دوسرا ہے آج

یاد آئی نہیں مدینے کی
خود سے اطہرؔ بہت خفا ہے آج

===☆☆===

اسی میں رنگ نعت پاک ہے رنگ خطابت ہے
نظامت پر مرے سرکار کی چشم عنایت ہے

ملاؤ دودھ میں پانی مگر یہ سوچ لو پہلے
مدینے میں عمر فاروق اعظم کی حکومت ہے

یہاں تو کر رہے ہیں لوگ جنت کی خریداری
یہ بازار قیامت ہے کہ بازار شفاعت ہے

ضرورت کے لیے میں ہاتھ پھیلایا نہیں کرتا
انہیں معلوم ہے کہ کب مجھے کتنی ضرورت ہے

اگر شہرت ہے میری کچھ تو آقا کے توسل سے
اگر دولت ہے کچھ تو یہ بھی آقا کی بدولت ہے

اسے میں سونپ کر ہی ایک دن دنیا سے جاؤں گا
مرا عشق نبی بھی میرے بچوں کی امانت ہے

سمجھتے ہو بہت آسان ہے تلوار پر چلنا
قلم آہستہ چل یہ نعت ہے نعت رسالت ہے

اگر زاد سفر عشق رسول پاک ہے اطہر
تو سمجھو کوچۂ سرکار تھوڑی سی مسافت ہے

===☆☆===

اے سخنور سخنوری کچھ سوچ
حمد نعت محمدی کچھ سوچ

شہر ہی شہر سوچنے والے
سوچ طیبہ کی بھی گلی کچھ سوچ

اے اندھیری شبوں کے باشندے
چل مدینے میں روشنی کچھ سوچ

یاد شدت سے آیا پھر طیبہ
خشک آنکھوں میں ہے نمی کچھ سوچ

موت آئی ہے پڑھ درود شریف
وقت آخر ہے آخری کچھ سوچ

تو غلام رسول ہے اطہرؔ
اپنے بارے میں بہتری کچھ سوچ

لہجہ نیا بہت ہی نیا چاہتا ہوں میں
رنگ رضاؔ میں رنگ ثنا چاہتا ہوں میں

میں چاہتا ہوں نعت میں اقبالؔ کا شعور
غالبؔ کے فکر و فن کی ادا چاہتا ہوں میں

عمرے کی کم نہیں ہے فضیلت مگر، کہوں
پیغام حج کا باد صبا چاہتا ہوں میں

شعرائے نعت پاک تو سب خاص ہیں مگر
خسروؔ کی بالخصوص دعا چاہتا ہوں میں

ہو جائے جس کو ہونا ہے ناراض شوق سے
بس اپنے مصطفٰے کی رضا چاہتا ہوں میں

آنکھوں میں نقش پا کی چمک کی جھلک رہے
مدنی کی روشنی کی ضیا چاہتا ہوں میں

دہراؤں بار بار ضروری تو یہ نہیں
وہ جانتے ضرور ہیں کیا چاہتا ہوں میں

گزری ہے زندگی مری پڑھتے ہوئے سلام
پڑھتے ہوئے درود قضا چاہتا ہوں میں

اعزاز نعت پاک سے ہو جاؤں سرفراز
اے کعب بن زہیر ردا چاہتا ہوں میں

کافی ہے میرے واسطے گرد رہ رسول
سورج کجا یہ چاند کجا چاہتا ہوں میں

لب پر ہو تیرا نام ترے مصطفٰے کا نام
اے میرے مصطفٰے کے خدا چاہتا ہوں میں

اطہر ہے میرے سامنے سیرت رسول کی
سب کی بھلائی سب کا بھلا چاہتا ہوں میں

ــ :بیٹا۔بیٹی

ایام علالت میں بستر علالت سے

یا محمد مصطفٰے یا رحمتہ للعٰلمین
مستقل میری صدا یا رحمتہ للعٰلمین

زندگی کو اب کہاں سے لاؤں کرنے کا ہنر
اب کہاں ہے حوصلہ یا رحمتہ للعٰلمین

مجھ کو گھر والے سمجھتے ہیں شجر پھلدار ہوں
میں ہوں اندر کھوکھلا یا رحمتہ للعٰلمین

زندگی سے ایسا لگتا ہے کہ نیت بھر گئی
دہر سے جی بھر گیا یا رحمتہ للعٰلمین

لو لگائے آپ سے اطہر کھڑا ہے آپ کا
کیجیے کچھ تو عطا یا رحمتہ للعٰلمین

رات کی تنہائیوں میں تو بہت رویا ہے کیا
گنبد خضری کی خاطر دل بہت تڑپا ہے کیا

تاجدار مملکت ہے وہ امیر شہر ہے
میں غلام مصطفےٰ ہوں مجھ سے وہ اچھا ہے کیا؟

آپ طیبہ کی گلی کوچے سے واقف ہیں بہت
آپ نے طیبہ کسی دن خواب میں دیکھا ہے کیا

منفرد رنگ سخن ہے منفرد حسن بیاں
آپ نے طیبہ مسلسل مستقل سوچا ہے کیا

جانتے اہل خرد ہیں جانتے اہل جنوں
گنبد خضری ہے کیا اور خانۂ کعبہ ہے کیا

نعت احمد کے لیے سب گوش بر آواز ہیں
شاعری اچھی ہے میری شعر بھی اچھا ہے کیا

حشر میں اطہر گواہی دینگے قرطاس و قلم
تو نبی کی شان میں لکھتا ہے کیا پڑھتا ہے کیا

مستقل ذکر نبی صبح و شام
میرا بس ایک ہی بس ایک ہی کام

ہے خیالوں میں مدینے کا سفر
مجھکو حاصل ہے مسلسل آرام

نعت گو سوچ نہیں سکتے ہیں
نعت کا کتنا بڑا ہے انعام

چاند کوئی ہیں کوئی سورج ہیں
میرے سرکار کے اصحاب کرام

چاہتا ہوں کہ مدینے میں ہو
زندگی ختم مری عمر تمام

مصطفٰے آپ اجازت دے دیں
زیب تن پھر سے کروں میں احرام

اس میں افراط نہ کوئی تفریط
سب سے اچھا ہے ہمارا اسلام

اور کیا چاہیے مجھے لوگو
میرے لب پر ہے شہ دیں کا نام

ان سے منسوب ہوں اطہر میں بھی
حسن مضمون مرا شہر کلام

===☆☆===

مدعا سنتے ہیں آواز دعا سنتے ہیں
سب کی سنتے ہیں نبی سب کی صدا سنتے ہیں

کوئی آواز کسی کی ہو کہیں سے ہو مگر
گنبد خضری سے محبوب خدا سنتے ہیں

ایک ہی بار نہیں غور سے سنتے ہیں فقط
غم کا قصہ وہ کئی بار سنا سنتے ہیں

نام کس کس کا گناؤں میں بھری دنیا میں
سب ہی کہتے ہیں نبی میرا کہا سنتے ہیں

اپنے آقا کو سنانے میں تکلف کیسا
نعت کا شعر پرانا کہ نیا سنتے ہیں

تم کسی وقت سنا سکتے ہو روداد الم
مصطفٰے شام و سحر صبح و مسا سنتے ہیں

جنکے دل میں ہے شریعت کا تقدس اطہر
دیکھتے ہیں وہ برا اور نہ برا سنتے ہیں

غم ہے اگر شدید تو غم کی دوا بھی ہے
طیبہ مرض کے واسطے دارالشفا بھی ہے

پیغام لیکے آئے گی بادِ صبا ضرور
ایمان ہے یقین بھی ہے آسرا بھی ہے

اب دیکھیے میں جاؤں مدینے میں کب تلک
نیت بھی مستقل ہے مسلسل دعا بھی ہے

جنت بھی دیکھتی ہے مسرت سے اس لیے
آنکھوں میں غار ثور ہے غار حرا بھی ہے

یہ تو بتاؤ کون تمہارا ہے منکرو
میرا خدائے پاک بھی ہے مصطفٰے بھی ہے

ہر حال میں نماز پڑھو فرض ہے نماز
ورنہ عذاب قبر ہے روز جزا بھی ہے

نانا بھی سرخرو ہے نواسہ بھی سرخرو
میدان جنگ بدر بھی ہے کربلا بھی ہے

تازہ حیات لیکے مدینے میں آئی موت
مر کے نبی کے شہر میں کوئی مرا بھی ہے؟

اطہرؔ تمہارے شعر ہیں مدحت کے شہر میں
الفاظ بھی جدید ہیں لہجہ نیا بھی ہے

===☆☆===

نبی کا نام درود و سلام کچھ بھی نہیں
قلم ہے ہاتھ میں اور اہتمام کچھ بھی نہیں

اگر قبول کریں آپ تو بہت کچھ ہے
نہیں تو پھر یہ ہمارا کلام کچھ بھی نہیں

بلالؓ! تم نے غلاموں کی آبرو رکھ لی
کبھی کسی نے کہا تھا غلام کچھ بھی نہیں

تو انکے در پہ چلی ہے مگر اے باد صبا
ادائے خاص نہیں خوش خرام کچھ بھی نہیں

مجھے بھی بخش دیں زاد سفر قیامت کا
مرے حضور! مرا انتظام کچھ بھی نہیں

اگر ہے ذکر رسالت مآب سے خالی
تو زندگی کی حسیں صبح و شام کچھ بھی نہیں

بہت سے ایسے بھی عشاق ہیں زمانے میں
سوائے مدح رسالت کے کام کچھ بھی نہیں

نبی کی نعت کے فن سے ابھی نہیں واقف
ابھی سخن میں تمہارا مقام کچھ بھی نہیں

مرے حضور نے اطہرؔ معاف کر ڈالا
کسی عدو سے لیا انتقام کچھ بھی نہیں

===☆☆===

رضائے حق سے الگ ہے خدا سے دوری ہے
بغیر حب نبی زندگی ادھوری ہے

میاں! حضور سے مانگو حضور ہی دینگے
کسی کی کس لیے دنیا میں جی حضوری ہے

نبی کی یاد عبادت کی جان کہلائے
خیال آئے تو سمجھو نماز پوری ہے

میں جانتا ہوں کہ جنت عزیز ہے لیکن
مرے عزیز! مدینہ بہت ضروری ہے

اگر ہے پڑھنا بخاری تو یہ پڑھو پہلے
یہ شرح جامی ہے یہ قافیہ قدوری ہے

میں نعت پاک کا ہوں رمز آشنا اطہرؔ
میں با شعور ہوں اور فن بھی با شعوری ہے

گوہر نایاب چمن در عدن محفوظ رکھ
مصطفیٰ کے در پہ آداب سخن محفوظ رکھ

دیکھ آقا کی ضمانت پر رہائی ہے تری
جلد آنا لوٹ کر وعدہ ہرن محفوظ رکھ

شہر طیبہ کے حسیں ذرات ہی ہم کو عزیز
تو نجوم و کہکشاں چرخ کہن محفوظ رکھ

سر پہ نعلین مبارک تاج شاہی کے لیے
بادشاہ وقت سلطان زمن محفوظ رکھ

شام غربت کے لیے شام غریباں کے لیے
ان کے ذکر پاک کی نوری کرن محفوظ رکھ

نعت گو کے چومتے ہیں لب عقیدت سے ملک
نعت گوئی کے لیے اطہرؔ دہن محفوظ رکھ

تمام صنف سخن کا میں باب ہو جاؤں
نبی کی نعت کہوں کامیاب ہو جاؤں

اگر مجھے بھی میسر ہو چادر رحمت
میں آفتاب نہیں ماہتاب ہو جاؤں

مرا بھی خاص ثنا گر میں نام آ جائے
میں کلیات نہیں انتخاب ہو جاؤں

تمھاری ذات سے منسوب ذات ہو میری
تمھارے نام سے میں انتساب ہو جاؤں

مجھے بھی لوگ لگائیں گے اپنی آنکھوں سے
کتاب نعت رسالت مآب ہو جاؤں

میں چلچلاتی ہوئی دو پہر کی صورت میں
شدید دھوپ ہوں ، آقا سحاب ہو جاؤں

غبار کوئے نبی رکھ کے ہاتھ پر اطہرؔ
گدائے نور بنوں لا جواب ہو جاؤں

یہ بازوؤں سے پرے دسترس سے باہر ہے
بغیر حب نبی نعت بس سے باہر ہے

چمن میں جھوم کر آیا بہار کا موسم
اسی لیے تو پرندہ قفس سے باہر ہے

سکوت و شور میں ہے خط امتیاز لکیر
صدائے حق تو صدائے جرس سے باہر ہے

میں نعت لکھتا ہوں عشق رسول اکرم میں
یہ روز و شب کی ریاضت ہوس سے باہر ہے

نبی کے عشق کی بنیاد ہے یقیں محکم
نبی کا عشق ہر اک پیش و پس سے باہر ہے

نکل چکا ہے جنازہ خزاں کا اب اطہرؔ
گلوں کی گود میں ہے خار و خس سے باہر ہے

رسول پاک کی الفت کی چاندنی لیکر
میں جاؤں دہر سے یہ چیز قیمتی لیکر

مرے نبی کے تکلّم کا شہر ہے آباد
مری زبان ہے صحرائے خامشی لیکر

در رسول پہ اے موت مانگنے والو
در رسول سے لوٹا میں زندگی لیکر

طویل عمر کی خواہش نہیں مجھے آقا
میں کیا کروں گا بھلا طول زندگی لیکر

امیر شہر بٹھاتے ہیں مجھکو پلکوں پر
میں کامیاب ہوں سرکار کی گلی لیکر

در رسول کا کافی ہے ایک ہی لمحہ
در رسول کے لمحے بھی ہیں صدی لیکر

در رسول پہ پوری ہو آخری خواہش
میں گھر سے نکلوں تمنائے آخری لیکر

میں اپنے ہاتھ میں رکھتا ہوں نعت کا پرچم
مرا وجود ہے تحریک عالمی لیکر

حضور آپ کی مدحت کا فیض ہے مجھ پر
میں کیوں کہوں کہ خسارہ ہے شاعری لیکر

جگر کا زخم دکھاؤں کسے مرے آقا
بھلا میں جاؤں کہاں آنکھ شبنمی لیکر

اندھیری شب میں ثناگر ثنا میں ہیں مصروف
اے روشنائی ادھر آ تو روشنی لیکر

غم رسول کی دولت خرید لے اطہر
کرے گا کیا تو زمانے کی ہر خوشی لیکر

===☆☆===

طیبہ کا سماں مصر کے بازار میں کب ہے
نعلین میں جو لطف ہے دستار میں کب ہے

جو دھار رسالت کی زباں میں ہے اثر کی
وہ دھار کسی خنجر و تلوار میں کب ہے

جس شخص کی آنکھوں میں مدینے کا ہے جلوہ
وہ آدمی جنت کے طلب گار میں کب ہے

کس شان سے دیتا ہے نبوت کی گواہی
پتھر ہے مگر گوشۂ انکار میں کب ہے

قربان اگر ہیں شہ طیبہ پہ مہاجر
ایثار یہ کم زمرۂ انصار میں کب ہے

حق کر دے ادا مدحت سرکار کا اطہر
یہ جرات و ہمت کسی فنکار میں کب ہے

خدائے پاک نبی کے حسیں دیار میں رکھ
مجھے خزاں میں نہیں موسم بہار میں رکھ

ترے رسول کا میں بھی تو نام لیوا ہوں
مجھے بھی تو کسی گنتی کسی شمار میں رکھ

میں گرد راہ مدینہ ہوں اے ہوا مجھکو
در رسول کے اڑتے ہوئے غبار میں رکھ

حروف و لفظ کی معراج واقعی کے لیے
نبی کا نام ہی نوک قلم کی دھار میں رکھ

فضائے شہر کرم سے یہی گزارش ہے
مرے وجود کو بھی شہر نور بار میں رکھ

میں منتظر ہوں مدینے کی رات کا اطہر
اے صبح طیبہ مجھے شام انتظار میں رکھ

عشق رسول پاک کی دولت خرید کر
رمضان کے بغیر بھی ہر روز عید کر

ہونا ہے سرفراز اگر کائنات میں
آقائے دو جہاں سے محبت شدید کر

امی لقب رسول معلم قریب ہیں
اے ظلمت حیات جہالت بعید کر

اے خواہش ہزار تمنائے بے شمار
اے کم طلب شعار طلب کچھ مزید کر

مسمار کر دے دل سے مرے خواہش فضول
اے جانِ جاں جہان محبت شہید کر

اچھا ہی فیصلہ ہے عمؔر کے جلال کا
اک وار میں عدو کو جہنم رسید کر

گلشن میں خار کو بھی کیا جائے فیضیاب
عرق گلاب جسم سے خوشبو کشید کر

نعت رسول پاک میں بیعت کے واسطے
نوک قلم کو کلک رضؔا سے مرید کر

آنکھیں اسی لیے تو خدا نے بنائی ہیں
جی بھر کے خوب گنبد خضری کی دید کر

اطہؔر تمہاری نعت میں آئے نئی چمک
ہر روز اپنے شعر میں قطع و برید کر

===☆☆===

تمام عمر کی محنت وصول ہو جائے
بس ایک نعت کا مصرع قبول ہو جائے

کہاں میں شمس کا طالب قمر کا شیدائی
یہ خاکسار مدینے کی دھول ہو جائے

خدا کرے کہ مری نسل کو زمانے میں
نصیب دولت عشق رسول ہو جائے

اگر نبی کی محبت سے دل نہیں آباد
تمام رنگ عبادت فضول ہو جائے

خزاں کے باغ میں آئے بہار کا موسم
وہ مسکرائیں تو کانٹا بھی پھول ہو جائے

ہمارے حق میں بصیرت ہو نعت کی حاصل
ہمارے حق میں کرم کا نزول ہو جائے

یہ ان سے عشق مجسم کا فیض ہے اطہرؔ
کوئی رضاؔ، کوئی تاج الفحولؔ ہو جائے

کوئی بھی درد ہو درد نہاں نبی سے کہو
نبی ہیں درد کے درماں میاں نبی سے کہو

ہمیشہ لب پہ وہی ذکر انفس و آفاق
زمین چاہیے یا آسماں نبی سے کہو

سحر کا وقت مقدر کے شہر میں ہوگا
سواد شب میں ہر اک درد ہاں نبی سے کہو

قدم قدم پہ تباہی کا نصب ہے خیمہ
مرے عزیز مرے مہرباں نبی سے کہو

بنا کے بھیج دیں فاروق کوئی طیبہ سے
مرے وطن کا نیا حکمراں نبی سے کہو

خزاں کی آنکھ میں آئے بہار کا موسم
عطا ہو بارش اشک رواں نبی سے کہو

یہ ظلم وقت کا سر پر یہ جبر لمحوں کا
یہ کوہ ہجر ہے کوہ گراں نبی سے کہو

سجھائی کچھ نہیں دیتا دھواں دھواں ہے وجود
درون جسم ہے آتش فشاں نبی سے کہو

کسی کو کچھ بھی سنانے سے کچھ نہیں ہوگا
کہو نبی سے نبی ہی سے ہاں نبی سے کہو

وہ سب کی سنتے ہیں وہ سب کی لاج رکھتے ہیں
فقیر ہو کہ ہو شاہ زماں نبی سے کہو

ادب کے لوگ گلے سے تمہیں لگائیں گے
تمہیں بھی چاہیے اطہر زباں نبی سے کہو

===☆☆===

انبساط
حسن رضا اطہر

میں شاہ وقت ہوں دربار سے تعلق ہے
کہ اس فقیر کا سرکار سے تعلق ہے

تعلقات کی میں اک مثال دیتا ہوں
مہاجرین کا انصار سے تعلق ہے

دعا کے پھول نچھاور کرے جو دشمن پر
اسی کا آپکے کردار سے تعلق ہے

کسی کا دل تو ہے روشن حرم کے جلووں سے
کسی کا مصر کے بازار سے تعلق ہے

میں نعت پاک کا شاعر ہوں نعت لکھتا ہوں
مجھے نہ جیت سے نے ہار سے تعلق ہے

اسی لیے تو دھنک رنگ فکر ہے میری
ثنا کے حرف کا سرکار سے تعلق ہے

نبی کا عشق ہے اک بحر بیکراں اطہر
تمہاری کشتی کا پتوار سے تعلق ہے

روز و شب کی یہ عبادت کم نہیں ہے
نعت گوئی کی سعادت کم نہیں ہے

حلقۂ شعر و سخن میں محترم ہوں
نعت کی برکت سے شہرت کم نہیں ہے

تم نہیں سمجھوگے ترتیب خلافت
مصطفیٰ کی اس میں حکمت کم نہیں ہے

سورۂ تبت یدا پڑھتے نہیں کیا
دشمن احمد پہ لعنت کم نہیں ہے

تذکرہ حاتم کا ہوتا ہی نہیں اب
میرے آقا کی سخاوت کم نہیں ہے

مجھکو پہنچایا مدینے تک اسی نے
نعمت فن نظامت کم نہیں ہے

بات کرتا ہے اگر سرکار کی تو
صاف ہے اطہر کی قسمت کم نہیں ہے

اسی لیے سب نبی کے در پر پڑے ہوئے ہیں
مجھے پتہ ہے کہ کیسے چھوٹے بڑے ہوئے ہیں

میں نعت گوئی کے آسماں پر چمک رہا ہوں
مرے مقدر میں ہیرے موتی جڑے ہوئے ہیں

بہت خزانے اگل رہی ہے زمین طیبہ
بہت خزانے ابھی بھی اندر گڑے ہوئے ہیں

اگر چہ اعمال بد سے بد تر ہیں میرے لیکن
مری شفاعت پہ میرے آقا اڑے ہوئے ہیں

کوئی بتادے کسی کو آقا نے بد دعا دی
کوئی بتادے کسی سے آقا لڑے ہوئے ہیں؟

جمالی کوئی جلالی کوئی ہیں انکے اصحاب
کسی کے نرم اور کسی کے لہجے کڑے ہوئے ہیں

فضائے نعت نبی کا ہے یہ کمال اطہر
جو درمیان شعور فن ہم کھڑے ہوئے ہیں

مدحت کے گل کھلے ہیں
کانٹے مہک رہے ہیں

جنت کی ہیں ردیفیں
طیبہ کے قافیے ہیں

نعت نبی کے لب سے
الفاظ بولتے ہیں

طیبہ سے آنے والے
واپس کہاں ہوئے ہیں

آقا کے ہم ہیں منگتے
آقا سے مانگتے ہیں

ذرے درود پڑھ کر
سورج بنے ہوئے ہیں

نعت رسول سن کر
جبریل جھومتے ہیں

اجمیر کی گلی کے
طیبہ سے رابطے ہیں

===☆☆===

میں زندہ ہوں جدا ہو کر مرے سرکار کی چوکھٹ
مرا دل ہو گیا پتھر مرے سرکار کی چوکھٹ

فراز عرش تک قوس قزح کے رنگ بکھرے ہیں
"ہے رنگ و نور کا محور مرے سرکار کی چوکھٹ"

کسی بھی وقت ہو سکتا ہے طیبہ کا سفر میرا
بلاتی ہے مجھے اکثر مرے سرکار کی چوکھٹ

بنا کر تاج سر اپنا فلک بھی ناز کرتا ہے
اکڑتی ہے زمیں چھو کر مرے سرکار کی چوکھٹ

کسی بھی مستقل در کا ٹھکانہ بخش دیتی ہے
پھراتی ہی نہیں در در مرے سرکار کی چوکھٹ

کوئی تو ریشم و کمخواب پر آنسو بہاتا ہے
کسی کا بوریا بستر مرے سرکار کی چوکھٹ

مدینے کے لیے جو واقعی بے چین رہتا ہے
لگاتی ہے گلے بڑھ کر مرے سرکار کی چوکھٹ

مری آنکھوں میں ہے رحمت کا دروازہ کھلا ہر دم
ہے میرے قلب کے اندر مرے سرکار کی چوکھٹ

مدحت کا لہجہ رکھیے
آنکھوں میں دریا رکھیے

دل کو رکھئے طیبہ میں
یا دل میں طیبہ رکھیے

گنبد خضری ہی کا نام
کعبے کا کعبہ رکھیے

آپ تو انکی امت ہیں
فخر سے سر اونچا رکھیے

ذکر گرد طیبہ سے
لفظوں کو زندہ رکھیے

جس میں یاد ہو آقا کی
ایسا ہر لمحہ رکھیے

ریش نبی کی سنت ہے
چہرے کو چہرہ رکھیے

نعت لکھے اور نعت پڑھے
اطہرؔ کو اچھا رکھیے

نعت کے کچھ نئے اشعار نکالے ہوئے ہیں
میرے اطراف و جوانب جو اجالے ہوئے ہیں

آپ نے نام تو طیبہ کا سنا ہی ہوگا
اسی دربار کے ہم لوگ بھی پالے ہوئے ہیں

گنبد سبز ہی موضوع سخن ہے سب کا
گنبد سبز کے سب چاہنے والے ہوئے ہیں

جلوۂ حسن رسالت کا کہاں ہے ثانی
بلبل سدرہ تو دنیا کو کھنگالے ہوئے ہیں

ان کے اوصاف حمیدہ پہ ادب میں تحریر
کتنے مضمون ہوئے کتنے مقالے ہوئے ہیں

گر نہیں سکتا ہوں میں گر ہی نہیں سکتا ہوں
مجھ کو اطہرؔ مرے سرکار سنبھالے ہوئے ہیں

اعزاز آب و تاب ہے میرے نبی کا نام
زینت دہِ گلاب ہے میرے نبی کا نام

میرے خدا کے فضل سے دنیا میں سرفراز
محشر میں باریاب ہے میرے نبی کا نام

روشن ہے کائنات اسی نام کے سبب
کس درجہ کامیاب ہے میرے نبی کا نام

علم و ادب شعور محبت وفا خلوص
تہذیب کی کتاب ہے میرے نبی کا نام

جس کی کوئی مثال نہ جس کی کوئی نظیر
دلکش ہے لا جواب ہے میرے نبی کا نام

میں درسگاہ عشق کا کیسے نہ دم بھروں
جب داخل نصاب ہے میرے نبی کا نام

اطہرؔ بھی کامیاب ہے دنیا میں اس لیے
اطہرؔ کا انتخاب ہے میرے نبی کا نام

میں بھی کسی اویس کا جذبہ ضرور ہوں
شہر نبی سے دور ہوں پیش حضور ہوں

ہجر در رسول سے دل ہے لہولہان
اے سنگ التفات میں زخموں سے چور ہوں

خاک در رسول نے بخشا ہے انکسار
میں نسخۂ انا ہوں علاج غرور ہوں

حاصل ہے انکے در سے مسرت کی مملکت
انکی عطا سے دولت کیف و سرور ہوں

میں جانتا ہوں نعت کا لہجہ غزل کا شور
میں بے شعور شخص نہیں با شعور ہوں

اتنا تو ہے یقین نوازینگے مصطفیٰ
لیکن یہ بات ہے کہ دل نا صبور ہوں

حسان مصطفیٰ کی نوازش ہے اس لیے
کم ہی سہی میں واقف فن بحور ہوں

شاخ کرم پہ میں بھی چہکتا ہوں روز و شب
اطہر ثنا کے باغ میں جان طیور ہوں

===☆☆===

نہ شور سیل نہ ہنگام بیکراں نکلے
بہت سلیقے سے اشکوں کے کارواں نکلے

حسین سر کو جھکائے ہوئے ہیں سجدے میں
بلال حشر میں دیتے ہوئے اذاں نکلے

ہمیں بھی یاد ہے درس حدائق بخشش
ہمارے بچے بھی آقا کے نعت خواں نکلے

وہی بہار وہی کیفیت وہی موسم
نبی کے شہر میں جنت کے سب نشاں نکلے

در رسول کے ذرے اگر خفا ہو جائیں
فلک پہ چاند نہ سورج نہ کہکشاں نکلے

تمام عمر کی تحریر جب مرتب ہو
خدا کرے کہ مدینے کی داستاں نکلے

یہ نعت گوئی ہے لفاظیت نہیں اطہر
یہ روز و شب کی ریاضت نہ رائگاں نکلے

گنبد خضری کے غم کی بیڑیاں پہنے ہوئے
مفلسی ہے آنسوؤں کی وردیاں پہنے ہوئے

اوڑھ کر گھر سے نکلیے چادر عزم سفر
راستے طیبہ کے کب ہیں دوریاں پہنے ہوئے

سب سجاتے شوق سے چہرے پہ ریش محترم
سب نظر آتے ہمیشہ ٹوپیاں پہنے ہوئے

جن کو حاصل ہے نماز پنج گانہ کا لباس
مسکراتے ہیں وہی بس نیکیاں پہنے ہوئے

جامۂ عشق نبی گلزارِ نعت پاک میں
گنگناتی پھر رہی ہیں تتلیاں پہنے ہوئے

مدحت سرکار کے موسم کے استقبال میں
خار بھی ہیں شاخ گل کی پتیاں پہنے ہوئے

مصطفےٰ کھولینگے اطہر قفل فردوس بریں
ہے ابھی طیبہ کی جنت کنجیاں پہنے ہوئے

عشق نبی کا رنگ ہے رنگ جمال عشق
سب کا نہیں بلال کے جیسا کمال عشق

موضوع گفتگو ہے مرا عشق مصطفےٰ
کیسا عروج عشق ہے کیا ہے زوال عشق

کیا آپکا خیال ہے کچھ بات ہے ضرور
سب لوگ دے رہے ہیں رضؔا سے مثال عشق

جو زد پہ آ گیا وہ جہنم ہوا رسید
تیغ عمؔر کی دھار میں یوں ہے جلال عشق

سرکار خود جواب کی صورت ہیں جلوہ بار
یہ کس سے ہو رہا ہے لحد میں سوال عشق

ہو جاؤں گم رسول خدا کے جمال میں
اطہؔر کو موت آئے تو آئے بہ حال عشق

نوک قلم سے اچھی خاصی کاوش ہوتی ہے
ہر موسم میں نعت نبی کی بارش ہوتی ہے

شہر نبی میں کب جانے کی ہوتی نہیں چاہت
شہر نبی سے کب آنے کی خواہش ہوتی ہے

بس یہ سوچ کے گنبد خضری دیکھتے ہی رہیے
گنبد خضری سے آنکھوں کی تابش ہوتی ہے

آقا کی سنت پہ عمل کرتا ہوں مناتا ہوں
مجھ سے جب احباب کی کوئی رنجش ہوتی ہے

کتنے ہی شاہانِ زمانہ بھرتے ہیں کشکول
انکے گداؤں کے لب سے جب جنبش ہوتی ہے

نعت نگاری کی ہر کوشش ہوتی ہے مقبول
اسی لیے تو روز و شب یہ کوشش ہوتی ہے

نعت شہ کونین بھلا میں کیوں نہ لکھوں اطہؔر
میں نے سنا ہے نعت نبی سے بخشش ہوتی ہے

مرا گھر رشک جنت بن گیا تو؟
اگر تشریف لائے مصطفٰے تو؟

مرے چہرے پہ ہے گرد مدینہ
مرا چہرہ ہی آئنہ بنا تو

جہنم منتظر میرا ہے لیکن
شہ دیں نے کرم فرما دیا تو

مرا رنگ سخن ثابت قدم ہے
مجھے حسانؓ کا لہجہ ملا تو

مرا پیغام لے کر روز آئے
مدینے سے اگر باد صبا تو

وظیفہ روز و شب کا بس یہی ہو
محمد مصطفٰے صلِ علی تو

درود پاک میں پڑھتا ہوں اطہرؔ
اگر میں پڑھتے پڑھتے مر گیا تو

سب سے افضل ہے میاں میرا نبی میرا رسول
محترم کیا آپ نے دیکھا کہیں ایسا رسول؟

خوب جی بھر کے کسی دن دیکھتا میں بھی کبھی
قسمت غار حرا سے خانۂ کعبہ رسول

نعت سے میں نے سجا رکھی ہے اپنی کائنات
اس لیے تو خوبصورت ہے مری دنیا رسول

کاٹ سکتا ہے نہ کوئی ناپ سکتا ہے کوئی
علم کا کوہ ہمالہ علم کا دریا رسول

گنبد خضری کا جلوہ آنکھ میں روشن نہیں
میں نے دیکھا ہی نہیں ہے ٹھیک سے طیبہ رسول

عکس میں اپنا ہی چہرہ سب کو آئے گا نظر
آپ سب کے واسطے ہیں ایک آئینہ رسول

بادشاہ وقت بھی اسکو خریدے کس طرح
آپ کا اطہرؔ کہاں ہے اس قدر سستا رسول

خامۂ شاخ طیبہ چوم
نعت نبی کا لہجہ چوم

جنت میں جانا ہے اگر
آقا کا دروازہ چوم

شمس و قمر سے اچھا ہے
شہر نبی کا ذرہ چوم

پھول مقدر میں ہونگے
باغ نبی کا کانٹا چوم

پہلے وضو کر اشکوں سے
پھر آقا کا تلوا چوم

کشتی ساحل دور نہیں
صلی علی پڑھ دریا چوم

گزرے جس سے شاہ امم
اطہرؔ تو وہ رستہ چوم

رب کا فرمان ہے فرمان نبی بولتے ہیں
کلمۂ حق کا ہے اعلان نبی بولتے ہیں

اہل حق سن کے ہیں سرشار نبی کی باتیں
اہل باطل ہیں پریشان نبی بولتے ہیں

منتخب ہوتے ہیں صدیق برائے تصدیق
فرش پر عرش کے مہمان نبی بولتے ہیں

بلبل سدرہ بھی موجود ہیں منبر کے قریب
با ادب حضرت حسانؓ نبی بولتے ہیں

غرق ہوجائیں گے دریائے فصاحت میں ادیب
حرفِ حق قلزمِ قرآن نبی بولتے ہیں

کفر کی کالی گھٹائیں ہیں مسلط ہر سو
بارشِ نور ہے ایمان نبی بولتے ہیں

ایک اک حرف کو سینے سے لگا کر اطہرؔ
جان و دل کیجیے قربان نبی بولتے ہیں

گنبد خضری نظر آ ہی گیا
میرا مسکن میرا گھر آ ہی گیا

میں نے جب آواز دی یا مصطفےٰ
گنبد بے در میں در آ ہی گیا

آنسوؤ! آؤ ہمارا ساتھ دو
اب دعاؤں میں اثر آ ہی گیا

شہپر حساںؔ کا آیا خیال
بازوئے بے پر میں پر آ ہی گیا

بارش حب نبی کا ہے اثر
خشک پیڑوں پر ثمر آ ہی گیا

کھل اٹھا چہرہ نبی کے شہر میں
جلوۂ رنگ دگر آ ہی گیا

دردِ دل جان مسیحا کے قریب
لے کے تو زخم جگر آ ہی گیا

آفریں راہ شفاعت آفریں
میرے حصے کا سفر آ ہی گیا

آپ کے دربار کے لائق کہاں
آپ کا اطہرؔ مگر آ ہی گیا

===☆☆===

نعت گوئی کی تمنا ہے زیادہ واہ واہ
کیجیے احمد رضاؔ سے استفادہ واہ واہ

''جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے''
کس قدر ہے دامن رحمت کشادہ وَاہ واہ

افضل و اعلی قبیلہ افضل و اعلی نسب
افضل و اعلیٰ نبی کا خانوادہ واہ واہ

شہر مکہ سے چلوں شہر مدینہ کی طرف
اس حرم سے اس حرم تک پا پیادہ واہ واہ

آپ کے اصحاب رشک آفتاب و ماہتاب
کعبؓ ہے کوئی تو کوئی ہے قتادہ واہ واہ

لوٹ کر جانا نبی کے شہر سے اچھا نہیں
زندگی نے موت سے پوچھا ارادہ واہ واہ

دھوپ کی شدت کا غم نے آبلہ پائی کا خوف
مرحبا صلِ علی رحمت کا جادہ واہ واہ

یہ نعت سنت پروردگار ہے ہاں ہے
خدائے پاک کو مدحت سے پیار ہے ہاں ہے

کوئی حساب نہیں عشق کے خزانے کا
بلالؓ سب سے بڑا مالدار ہے ہاں ہے

یہ اور بات کہ کاسہ نہیں ہے ہاتھوں میں
مرا گدائے نبی میں شمار ہے ہاں ہے

سنا ہے وہ بھی ہے نعت رسول کا خادم
تو وہ بھی نعت کا خدمت گزار ہے ہاں ہے

اسی کے سر پہ شفاعت کا تاج ہے روشن
وہ تاجدار وہی تاجدار ہے ہاں ہے

ضرور ہم بھی ہیں طیبہ کے کارواں میں شریک
ہمارے چہرے پہ اطہرؔ غبار ہے ہاں ہے

دست طلب سے پوچھ مدینے سے کیا ملا
حد ادب کا پاس تھا حد سے سوا ملا

اتنا بھلا حساب دوں دنیا کو کس لیے
آقائے کائنات سے جتنا ملا ملا

دیکھا ہے میں نے نقش کف پا کا معجزہ
پتھر پہ بھی چمکتا ہوا آئنہ ملا

یہ مصطفیٰ کے درس عبادت کا فیض ہے
میدان جنگ میں بھی مصلیٰ بچھا ملا

نکلے تلاش علم و ہنر میں جو قافلے
غار حرا میں سورۂ اقرا لکھا ملا

بیٹی ملی تو فاطمہ خیرالنسا ملی
داماد بھی حضور کو شیر خدا ملا

بس آپ مسکرا دیں تو سمجھونگا میں یہی
اعزاز نعت پاک کا سب سے بڑا ملا

فکرسخن کے سب ہیں دریچے کھلے ہوئے
اطہرؔ تجھے بھی حجرۂ عشق و وفا ملا

===☆☆===

جان ایمان پہ ایمان تو ہے
شہر طیبہ کی طرف دھیان تو ہے

میں ہوں محروم زیارت لیکن
دل میں دیدار کا ارمان تو ہے

پھول جھڑتے ہیں لبوں سے انکے
گفتگو لولو و مرجان تو ہے

لقمۂ تر کی تمنا کیسی
گھر میں موجود نمک نان تو ہے

تاج کا حسن بنانے والا
گنبد سبز پہ حیران تو ہے

میں رعایا ہوں کسی کی لوگو
اور کوئی مرا سلطان تو ہے

حیثیت ورنہ مری کیا اطہرؔ
کم سے کم نعت سے پہچان تو ہے

کشتیٔ جسم و جاں کو نذر آب نہیں ہونے دیتے
غم کے سمندر میں آقا غرقاب نہیں ہونے دیتے

وہ تو کہیے گرد مدینہ لیکے سفارش آئی تھی
ورنہ ہم بھی ذروں کو مہتاب نہیں ہونے دیتے

ہجر غم سرکار میں بس دو چار ہی قطرے کافی ہیں
امت کے اشکوں کو وہ سیلاب نہیں ہونے دیتے

دست شفا رکھ دیتے ہیں وہ درد دوا بن جاتا ہے
درد جگر کو جان جگر بیتاب نہیں ہونے دیتے

ان کے لعاب پاک کی لذت پوچھو کھارے پانی سے
چشمۂ آب شیریں کو زہراب نہیں ہونے دیتے

رحمت عالم جینے کی ترکیب بتاتے رہتے ہیں موت کے پیدا
ہونے کے اسباب نہیں ہونے دیتے

اسم رسالت سے کشتی کو کھینچ کے باہر لاتے ہیں
نام محمد ساحل کو گرداب نہیں ہونے دیتے

خدا کا ہے کرم سب سے زیادہ
نبی ہیں محترم سب سے زیادہ

مرے سرکار کو روز قیامت
غلاموں کا ہے غم سب سے زیادہ

برائے وصف ہے محبوب مجھکو
یہ قرطاس و قلم سب سے زیادہ

تھکاوٹ میں وہ جب بھی یاد آئے
ہوا میں تازہ دم سب سے زیادہ

غلامی نفس کی کرتے رہے ہم
ہوئے برباد ہم سب سے زیادہ

ریاض خلد کا منظر ہے اطہرؔ
مقدس ہے حرم سب سے زیادہ

شعور شہر جناب غالبؔ نہ فکر میرؔ و ولیؔ کی جانب
مسافران غزل چلے ہیں دیار نعت نبی کی جانب

اسی لیے مطمئن ہے امت **فترضی** پیش نظر ہے آیت
حساب کے دن رضائے حق ہے رضائے پیغمبری کی جانب

طواف کر لو سعی بھی کر لو مناسک حج ادا بھی کر لو
” طلب اگر مغفرت کی ہے تو چلو دیار نبی کی جانب“

مرے تعاقب میں ہے زمانہ کہاں سے آؤں میں ہاتھ دنیا
میں کوئے طیبہ کا ایک لمحہ رواں دواں ہوں صدی کی جانب

غرور دنیا کا باندھ ٹوٹا سمندروں کو بخار چھوٹا
سخاوتیں جب امڈ کے آئیں نبی کی دریا دلی کی جانب

جو ان سے مانگوگے وہ ملے گا نہیں بھی مانگوگے تو ملے گا
نگاہ رحمت ہے مصطفیٰ کی کہاں کسی کی کمی کی جانب

وہ ایک رستہ جو شہر مکہ سے جا رہا ہے بہ سوئے طیبہ
تمام رستے شفاعتوں کے کھلے ہیں اطہرؔ اسی کی جانب

ہو بہو مثل جناب مصطفےٰ
ڈھونڈتے رہیے جواب مصطفےٰ

مصطفےٰ کے نام جان آفریں
دل ہے میرا انتساب مصطفےٰ

دعوت نظارہ ہے اے مجرمو!
روز محشر اضطراب مصطفےٰ

مذہب اسلام ہوگا سرخرو
جنگ میں ہیں بو تراب مصطفےٰ

سبزۂ گل ریگ صحرا ہو گئے
جھوم کر برسا سحاب مصطفےٰ

میں بھی کہلاتا شہنشاہ سخن
کاش مل جاتا لعاب مصطفےٰ

کوئی موسم ہو گہن لگتا نہیں
نور حق ہے آفتاب مصطفےٰ

کب میسر ہے ہر اک میخوار کو
لذت جام شراب مصطفےٰ

اک حسیں تعبیر ہے ذات حسین
کربلا اطہرؔ ہے خواب مصطفےٰ

===☆☆===

ہو دشت کا موسم کہ چمن زار کا موسم
یکساں ہے مدینے کے گل و خار کا موسم

سرکار کا موسم تو بدلتا ہی نہیں ہے
سرکار کا موسم تو ہے سرکار کا موسم

کس زور پہ ہے گرمیِ بازار قیامت
کس طرح ہے جنت کے خریدار کا موسم

آتا ہے مدینے سے نظر خلد کا رستہ
کیا خوب ہے اس پار سے اس پار کا موسم

حالانکہ یہی زہر شہادت کا سبب ہے
صدیقؓ سمجھتے ہیں مگر مار کا موسم

کب آئیں گے سرکار مدینے سے مرے گھر
کب آئے گا گھر میں مرے تہوار کا موسم

موسوم ہے فاروق سے انصاف و مساوات
صدیقؓ سے منسوب ہے ایثار کا موسم

تخصیص نہیں نعت رسالت کے لیے وقت
مخصوص نہیں کوئی قلم کار کا موسم

صدیقؓ ہیں فاروقؓ ہیں عثمانؓ و علیؓ ہیں
اطہرؔ کو میسر ہو ہر اک یار کا موسم

===☆☆===

نبی کی مدحت کا رنگ لیکر ادب کی دنیا میں آ رہا ہوں
جدید انداز دے رہا ہوں جدید لہجہ بنا رہا ہوں

سخنوران ادیب کامل سے کہہ دو مجھ کو معاف کر دیں
ثنائے سرکار ہے وظیفہ غزل سے پیچھا چھڑا رہا ہوں

سخن کی باد بہاری دیکھو مری بھی مدحت نگاری دیکھو
عزیزو میرے قریب آؤ سنو میں نعتیں سنا رہا ہوں

کہاں ہو آ جاؤ میری نیندو سلاؤ ایسے کہ خواب دیکھوں
حضور طیبہ سے آ رہے ہیں میں کعبۂ دل سجا رہا ہوں

اٹھاؤں کب تک میں اپنا کاسہ پھروں میں کب تک جہاں میں رسوا
اسی لیے تو رسول اکرم کے در پہ بستر بچھا رہا ہوں

کدھر سے کس نے چلائے پتھر کدھر سے کس نے کمان کھینچی
جگر میں کتنے ہیں زخم میرے نبی کو اطہرؔ دکھا رہا ہوں

بحر ثقیل سے گزر بحر دوام سے گزر
نعت نبی کی راہ میں مشکل مقام سے گزر

وقت دخول مسجد شاہ امم رہے خیال
باب تو سب ہیں محترم باب السلام سے گزر

سب کچھ رسول پاک نے فرما دیا حدیث میں
چاہے حلال سے گزر چاہے حرام سے گزر

سعدیؔ بھی آس پاس ہیں، رومیؔ بھی آس پاس ہیں
شوق ثنا کی فکر میں جوئے کلام سے گزر

مکے میں ہے خدا کا گھر، طیبہ میں ہے نبی کا در
مکے کی صبح سے گزر، طیبہ کی شام سے گزر

جو کچھ ہے نعت پاک ہے، سب کچھ ہی نعت پاک ہے
اطہرؔ اسی خیال میں عمر تمام سے گزر

عطائے شاہ دیں ہے نعت گوئی کی صفت میری
نکھرتی جا رہی ہے ہر طرف سے شخصیت میری

قلم سے نور کی کرنیں یوں ہی ظاہر نہیں ہوتیں
نبی کی نعت گوئی سے ہوئی یہ کیفیت میری

مری تحویل میں کچھ بھی نہیں تحریر کا حصہ
یہی کچھ نعتیہ اشعار ٹھہرے ملکیت میری

ادب میں ہے مری پہچان مدحت کے حوالے سے
اسی سے مطمئن ہوں میں اسی میں عافیت میری

غلام مصطفےٰ ہوں میں مجھے دیکھو محبت سے
تمہیں معلوم بھی ہے، کیا ہے شان و مرتبت میری؟

میں نعت پاک کا شاعر ہوں اڑتا ہوں فضاؤں میں
غزل والوں سے کہنا کم نہیں آفاقیت میری

مجھے معلوم ہے رکھا ہوا ہے میرا بھی حصہ
میں ڈھونڈونگا مدینے میں کہاں ہے سلطنت میری

میں جانا چاہتا ہوں حج اکبر کے لیے طیبہ
خدا کے واسطے سمجھو عزیزو رمزیت میری

سفر کرتا رہوں گا عمر بھر اطہر مدینے کا
بلا سے ختم ہوتی ہے تو ہو جائے سکت میری

===☆☆===

گرد آلود انا کفر کے اصرار پہ خاک
یعنی بو جہل کے انگارۂ انکار پہ خاک

مل دو چہرے پہ مرے خاک شفا کا غازہ
جگمگاتی ہی رہے عشق کے بیمار پہ خاک

وقت اچھا ہے ابھی پل سے گزر جاؤ گے
نور نے ڈال کے رکھا ہے ابھی نار پہ خاک

جنگ کرنے کے لیے ہاتھ میں مسواک اٹھا
تیر پر تیغ پہ شمشیر پہ تلوار پہ خاک

اس قدر جوش پہ بازار مدینہ آیا
خود بخود پڑ ہی گئی مصر کے بازار پہ خاک

آپ کے در سے ہوں دربار سے ہوں وابستہ
دہر کے سارے سلاطین کے دربار پہ خاک

نعت ہے جان جہان فن مرا
اہتمام عشق ہے روشن مرا

میرا گھر بھی منتظر ہے آپکا
منتظر ہے آپکا آنگن مرا

کھل رہے ہیں روز و شب مدحت کے پھول
کس قدر شاداب ہے گلشن مرا

گنبد خضری تمہارے ہجر میں
خاک کیوں ہوتا نہیں تن من مرا

محفل میلاد سے ہے فیضیاب
یہ جوانی اور وہ بچپن مرا

شہر طیبہ نے دیا درس ادب
در بدر اطہر ہے پاگل پن مرا

انگوٹھی لیکے آئے ہیں نگینہ چھوڑ آئے ہیں
بہت پچھتا رہے ہیں جو مدینہ چھوڑ آئے ہیں

مجھے معلوم ہے خوشبو کہاں سے آئی پھولوں میں
مرے سرکار گلشن میں پسینہ چھوڑ آئے ہیں

بچانے کے لیے کرب و بلا میں دین کی عظمت
حسین ابن علی حج کا مہینہ چھوڑ آئے ہیں

درود پاک کی کثرت تلاوت کا حسیں موسم
نبی کے شہر کا حسن شبینہ چھوڑ آئے ہیں

نظر میں ہیں ابھی تک منبر و محراب کے جلوے
ریاض خلد میں جنت کا زینہ چھوڑ آئے ہیں

ہمیں ہر روز ساحل سے کوئی آواز دیتا ہے
بہت عجلت میں بخشش کا سفینہ چھوڑ آئے ہیں

عروج نقش پا رکتا نہیں ہے
خیال ارتقا رکتا نہیں ہے

ہمارے ہاتھ تھک جاتے ہیں لیکن
کرم کا سلسلہ رکتا نہیں ہے

مدینے سے اگر پیغام آئے
غلام مصطفٰے رکتا نہیں ہے

نبی کا ذکر ہے ذکر مسلسل
نبی کا تذکرہ رکتا نہیں ہے

یہی ہے راستہ شہر نبی کا
کہیں یہ راستہ رکتا نہیں ہے

بیاض فکر ہے اسم رسالت
کوئی بھی قافیہ رکتا نہیں ہے

باغ حسان کے پھولوں کی مہک شعروں میں
خود بخود آئیگی اک روز چمک شعروں میں

نعت لکھتے ہی رہو بیٹھ کے کعبے کے قریب
جب تلک آئے نہ طیبہ کی جھلک شعروں میں

طائر فکر مبارک ہو صدا آتی ہے
بلبل باغ مدینہ کی چہک شعروں میں

کیسے تحریر کروں کیسے دکھاؤں سب کو
شہر طیبہ سے جدائی کی کسک شعروں میں

نیند آتی ہی نہیں شوق ثنا میں شب بھر
جاگ اٹھتی ہے عبادت کی للک شعروں میں

خشک بے جان زمینیں ہیں کہاں سے آئے
گلشن نور کے غنچوں کی چٹک شعروں میں

میرے جذبے کو یقیں تھا کہ ضرور آئیگی
حضرت کعبؓ کے ایماں کی لپک شعروں میں

مدحت شاہ مدینہ کی بدولت اطہرؔ
کتنا روشن ہے گل نان ونمک شعروں میں

===☆☆===

دینار و درہم کی خواہش مت کرنا
مت کرنا شاہوں کی ستائش مت کرنا

آقا کو تکلیف ہوئی تو کیا ہوگا
روز و شب اشکوں کی بارش مت کرنا

اب میں اپنے گھر والوں سے کہہ دوں گا
طیبہ سے آنے کی گزارش مت کرنا

طیبہ کے انعام سے مالا مال ہوں میں
زردارو! احسان نوازش مت کرنا

دیوانے کو بس دیوانہ رہنے دو
سلطان ادراک و دانش مت کرنا

لکھنا ہے تو دل سے لکھنا نعت رسول
نام و نمود طرز نگارش مت کرنا

نعت نبی ہے لفظوں کا بازار نہیں
اطہر تم جملوں کی نمائش مت کرنا

کچھ نہیں میں بس یہی ہوں کیا یہی کافی نہیں
شاعر نعت نبی ہوں کیا یہی کافی نہیں

مان لیتے ہیں کہ چلیے آپ ہیں شہر حسیں
میں مدینے کی گلی ہوں کیا یہی کافی نہیں

کس لیے دیکھوں بھلا میں لقمۂ تر کی طرف
لذت فاقہ کشی ہوں کیا یہی کافی نہیں

خواہش شاہنشہی کیا سطوت و شوکت ہے کیا
جذبۂ دریا دلی ہوں کیا یہی کافی نہیں

اطلس و کمخواب کے دربار سے ہوں بے نیاز
انکے در کی اک دری ہوں کیا یہی کافی نہیں

جلوۂ نور رسالت کے طفیل اطہر میاں
روشنی ہی روشنی ہوں کیا یہی کافی نہیں

یہ تو ٹھیک ہے چلیے ہر پتا نہیں معلوم
کیا کہا مدینے کا راستہ نہیں معلوم

شہد و قند کی لذت اے زبان کیا مطلب
احمد و محمد کا ذائقہ نہیں معلوم؟

ہم تو ایک ہی در کا بس پتا بتائیں گے
دوسرے کا مت پوچھو دوسرا نہیں معلوم؟

نعت گوئی آقا کی مستقل عبادت ہے
مستقل عبادت کا فائدہ نہیں معلوم؟

بستر رسالت پر جلوۂ ولایت ہے
مصطفیٰ کی ہجرت کا واقعہ نہیں معلوم؟

فکر کے پرندے کو بال و پر کی کیا حاجت
فکر کے پرندے کا حوصلہ نہیں معلوم؟

لو لگائے ہیں اطہر ہم ردیف کعبہ سے
آئے گا مدینے سے قافیہ نہیں معلوم؟

ذرے طیبہ کے جگمگاتے ہیں
چاند کو آئنہ دکھاتے ہیں

یاد آتا ہے گنبد خضری
اشک آنکھوں میں جھلملاتے ہیں

فرش پر تذکرہ ہے آمد کا
عرش سے جبرئیل آتے ہیں

مصطفیٰ پیار سے درندوں کو
زندگی کا سبق پڑھاتے ہیں

جب بھی میں تھک کے بیٹھنا چاہوں
وہ مرا حوصلہ بڑھاتے ہیں

آپ کے در سے جو ہوئے غافل
ٹھوکریں در بدر کی کھاتے ہیں

وجد میں کائنات ہے اطہر
میرے سرکار مسکراتے ہیں

صدائے لب بھی نہیں عرض مدعا بھی نہیں
مکین گنبد خضری سے کچھ چھپا بھی نہیں

وہ چاہتا ہے گہر یونہی ہاتھ آ جائے
جو نعت پاک کے دریا میں ڈوبتا بھی نہیں

بس ایک در ہے مرے واسطے مدینے کا
کسی کے در سے مجھے کوئی واسطہ بھی نہیں

دوا کدھر ہے مسیحا کدھر مرض ہے کدھر
نبی کے عشق کا بیمار پوچھتا بھی نہیں

خدا کا در بھی حرم ہے نبی کا در بھی حرم
سوائے انکے میں کچھ اور سوچتا بھی نہیں

اگر یقین نہیں ہے تو مانگ کر دیکھو
وہ اپنے مانگنے والوں کو ٹالتا بھی نہیں

میں لوٹ کر جو مدینے سے آ گیا اطہؔر
میں کم نصیب تھا ورنہ میں لوٹتا بھی نہیں

کیا بات ہوئی درد کے پہلو نہیں آتے
سرکار مری آنکھ میں آنسو نہیں آتے

کیوں جست کے گل کھلتے سر وادیِ افکار
مدحت کے چمن زار میں آہو نہیں آتے

سورج سے تعلق ہے مرا اس لیے لوگو!
آنگن میں چمکتے ہوئے جگنو نہیں آتے

سرشار ہیں گرداب میں آقا کے کرم سے
دریا کے مسافر ہیں لب جو نہیں آتے

کب رقص نہیں کرتے ہیں محبوبؔ الٰہی
کب محفل میلاد میں خسروؔ نہیں آتے

سرکار نے منتر کا اسے کاٹ بتایا
عجوہ کی طرف خوف سے جادو نہیں آتے

لہجہ بھی ضروری ہے بہت نعت میں اطہؔر
اور نعت کے لہجے میں من و تو نہیں آتے

یہ تو بھلا بتایئے کس نے کہا نہیں
کیا نقش پا چمکتا ہوا آئنہ نہیں

مصروف ہوں میں ذکر رسالت مآب میں
گھر کیسے چل رہا ہے مجھے کچھ پتہ نہیں

سورج فلک پہ آج بھی تیار تھا مگر
انگشت محترم کا اشارہ ہوا نہیں

دیکھا کہیں نصیب کا مارا مری طرح
طیبہ سے لوٹ آیا میں زندہ ، مرا نہیں

بس ایک التفات نظر کی ہے آرزو
آقا کوئی ہماری طرف دیکھتا نہیں

جسکو نبی کے شہر کا ازبر ہے راستہ
جنت کا راستہ وہ کبھی بھولتا نہیں

اطہؔر درود سرور عالم پڑھے بغیر
اک شعر کیا ہے ایک بھی مصرع لکھا نہیں

نظر میں ہے بہشت حسن کی تصویر تو دیکھو
مجھے دیکھو مرے اس خواب کی تعبیر تو دیکھو

ہوا کیا لگ گئی بیمار خود ہی ہو گیا اچھا
طبیبو! دامن سرکار کی تاثیر تو دیکھو

مرے مالک نے رکھا ہے مجھے سونے کے پنجڑے میں
مقید ہوں میں کس زنجیر میں زنجیر تو دیکھو

کہاں میں چشم آوارہ کہاں وہ گنبد خضری
مقدر دیکھنے والو مری تقدیر تو دیکھو

دعا ہے منتقل ہوتی رہے یہ میری نسلوں میں
متاع نعت گوئی ہے مری جاگیر تو دیکھو

شب تاریک کے مارو کہاں ہو آؤ طیبہ میں
اندھیروں سے نکل کر حسن کی تصویر تو دیکھو

جمال جنت الفردوس پر ایمان ہے اطہؔر
مگر آقا کے گنبد کی ذرا تعمیر تو دیکھو

مستقل حرف یقیں ہے میرا دل
آفریں صد آفریں ہے میرا دل

لگ رہا ہے روز بازار کرم
کس قدر شہر حسیں ہے میرا دل

لقمۂ تر کی طرف راغب نہیں
مائل نان جویں ہے میرا دل

کہکشاں کی روشنی کا ہے جمال
چاند کا حسن حسیں ہے میرا دل

عہد زریں کا تصور مرحبا
میں کہیں ہوں اور کہیں ہے میرا دل

التفات شہر طیبہ کے طفیل
آجکل گوشہ نشیں ہے میرا دل

اطلاعاً عرض ہے اطہر میاں
وہ جہاں ہیں بس وہیں ہے میرا دل

حلقۂ دل کی طرف جاں کی طرف ہوں میں بھی
غور سے دیکھ مجھے ہاں کی طرف ہوں میں بھی

اب تو بس باغ مدینہ کا ہی آتا ہے خیال
اب تو خوشبوئے بہاراں کی طرف ہوں میں بھی

کاش کچھ میرے مقدر میں بھی ہو گرد و غبار
کوچۂ شاہ سواراں کی طرف ہوں میں بھی

ہوگی کب وادئ رحمت سے کرم کی بارش
چشم نم صاحب باراں کی طرف ہوں میں بھی

خوب آرام سے سرکار نے رکھا ہے مجھے
زندگی عیش کے ساماں کی طرف ہوں میں بھی

سلطنت جس کی ہے عالم میں حکومت جس کی
اسی حاکم اسی سلطاں کی طرف ہوں میں بھی

پیرہن یوں تو سلامت ہے خرد کا لیکن
عشق میں چاک گریباں کی طرف ہوں میں بھی

مجھ کو لے چل تو کسی روز اڑا کر طیبہ
اے ہوا تخت سلیماں کی طرف ہوں میں بھی

غم نہیں ہے جو تعاقب میں خزاں ہے اطہرؔ
حاکم فصل بہاراں کی طرف ہوں میں بھی

===☆☆===

اے میرے اچھے رسول آقا
خراب ہوں میں قبول آقا

کلام شیریں سے کر رہا ہوں
شگفتہ لہجہ وصول آقا

ستارے حسرت سے تک رہے ہیں
میں ارض طیبہ کی دھول آقا

چراغ منزل ہیں راہ حق کے
تمہارے روشن اصول آقا

تمہاری عادت ہے یاد رکھنا
ہماری فطرت ہے بھول آقا

تمہارے گلشن میں کھل رہا ہے
مرے مقدر کا پھول آقا

ہمیشہ یونہی رہے یہ اطہرؔ
گدائے آل رسول آقا

جنت کی طرح خلد کے نقشے کی طرح ہے
دنیا میں کوئی شہر مدینے کی طرح ہے؟

سرسبز ہے بس گنبد خضری کی بدولت
ورنہ یہ جہاں ایک جزیرے کی طرح ہے

جینا بھی مرے شہر میں مرنے سے کم نہیں
مرنا بھی ترے شہر میں جینے کی طرح ہے

خاک در سرکار سے نسبت ہے مجھے بھی
یہ ذرۂ ناچیز ستارے کی طرح ہے

محفوظ رہے گرد کدورت سے ہمیشہ
ایمان چمکتے ہوئے شیشے کی طرح ہے

لگتا ہے مدینے میں ہر اک ماہ مکرم
رمضان کے پر نور مہینے کی طرح ہے

بے اشک ندامت بھی کوئی آنکھ ہے اطہرؔ
بے ریش کا چہرہ کسی چہرے کی طرح ہے

وہ عطردان سا لہجہ رچاؤ ایسا تھا
دلوں کو کھینچ ہی لیتا کھچاؤ ایسا تھا

فلک کے چاند ستارے بھی ہو گیے نیلام
در حبیب کے ذروں کا بھاؤ ایسا تھا

نہ دیکھتے تو انہیں چین ہی نہیں پڑتا
مدینے والوں کو ان سے لگاؤ ایسا تھا

اویسؓ دشت محبت میں کیوں نہیں بھرتے
جگر کا زخم جدائی کا گھاؤ ایسا تھا

ہمارے ہاتھ کسی کی طرف نہیں اٹھے
حضور آپکی جانب جھکاؤ ایسا تھا

عدو کا دل بھی پگھلتا تھا موم کی صورت
خلیق ایسے تھے وہ رکھ رکھاؤ ایسا تھا

ستم کے وار سے بچ کر میں آ گیا اطہرؔ
کرم کی ڈھال سے میرا بچاؤ ایسا تھا

اے اشک غم یوں ذکر بد حالی کیا
طیبہ سے لوٹا ہے کوئی خالی کیا؟

سبز گنبد کا ہے دل میں جلوہ بس
آنکھوں میں ہے بس روضے کی جالی کیا

کیا دنیا میں آقا آنے والے ہیں
گھر گھر آنے والی ہے خوشحالی کیا

شاہوں سے بھی پھیر کے دامن چلتے ہو
نظروں میں ہے وہ دربار عالی کیا

خار و خس بھی سر سبز و شاداب ہوئے
دل کے گلشن میں آئی ہریالی کیا

بحر ہزج میں کچھ کہنے کی عادت رکھ
اکثر نعتیں سالم بحروں والی کیا

کانٹے بھی اب کرتے ہیں آداب تمہیں
اطہر سر پر ہے پھولوں کی ڈالی کیا

چمک رہا ہے مری اشکبار آنکھوں میں
در نبی کا مقدس غبار آنکھوں میں

ہمیشہ جس کی نظر میں ہے گنبد خضری
اسی کی آنکھوں کا ہوگا شمار آنکھوں میں

نگار خانۂ ہستی میں روشنی کے لیے
چراغ بزم رسالت اتار آنکھوں میں

تمام عمر تمنائے دل رہے طیبہ
تمام عمر رہے انتظار آنکھوں میں

خزاں کی زد پہ ہوں میں ایک زرد موسم ہوں
کہاں سے لاؤں میں فصل بہار آنکھوں میں

اگر عروج کی خواہش ہے نعت میں اطہر
اسی طرح سے ہر اک شب گزار آنکھوں میں

غزل سے مسکرا کر نعت کا جذبہ نکل آیا
اچانک کوئلے کی کان سے ہیرا نکل آیا

نبی کی یاد آئی دوپہر کی سخت گرمی میں
چلو اچھا ہوا کہ دھوپ میں چشمہ نکل آیا

مرے سرکار اس پر آپ کچھ تحریر فرما دیں
ورق اک نامۂ اعمال کا سادہ نکل آیا

عمر نے کھینچ کر مارا طمانچہ رخ پہ باطل کے
ادھر سب رہ گیے جھوٹے ادھر سچا نکل آیا

میں اپنی ذات میں اک گنبدِ بے در کی صورت تھا
دریچے کی ہوئی خواہش تو دروازہ نکل آیا

قلم جب شاخِ الفت کا ہوا کچھ خشک اے اطہرؔ
برائے روشنائی نور کا دریا نکل آیا

جب سنا کوئی شجر تعظیم پر اکڑا بہت
کیا بتائیں کس قدر بنیاد سے اکھڑا بہت

کفر کی یلغار سے بچنا تھا اک کارِ محال
وہ تو کہیے کہ مرا ایمان تھا تگڑا بہت

لقمۂ تر کی ہوس ہے عقل کے سلطان کو
عشق کے بندوں کو لیکن آپ کا ٹکڑا بہت

مصطفیٰ نے پیار سے پوچھا بتاؤ اے بلالؓ!
کس نے مارا کس نے تپتی ریت پر رگڑا بہت

آپ کو دانا پسند اور مجھکو دیوانہ پسند
اس لیے ہوتا ہے عقل و عشق میں جھگڑا بہت

اب ضروری ہے درود پاک کی ضربِ شدید
گردش حالات کی زنجیر نے جکڑا بہت

آپ کے در کی بدولت ہے وہ عالی مرتبت
ورنہ اطہرؔ قوم کا وہ شخص تھا پچھڑا بہت

ارض شہ لولاک ہے معلوم نہیں کیا
صد نازش افلاک ہے معلوم نہیں کیا

طیبہ کی زمیں سرور عالم کی بدولت
سر مستیِ افلاک ہے معلوم نہیں کیا

سر تا بقدم نور ہیں وہ نور فقط نور
تو خاک فقط خاک ہے معلوم نہیں کیا

وہ چشم تمنا جو جھکی رہتی ہے ہر دم
وہ کس لیے نمناک ہے معلوم نہیں کیا

یہ گنبد خضری کی جدائی کا سبب ہے
دل چاک جگر چاک ہے معلوم نہیں کیا

ہر علم پہ سرکار کو حاصل ہے اجارا
ہر علم کا ادراک ہے معلوم نہیں کیا

رن میں ہیں مگر تیر نہ تلوار ہے اطہر
بس ہاتھ میں مسواک ہے معلوم نہیں کیا

ڈھل رہا ہے عشق کے سانچے میں قالب اور کچھ
دیکھتا ہوں اپنے اطراف و جوانب اور کچھ

میں درود پاک پڑھتا ہوں ہمیشہ اس لیے
میرے آقا مجھ سے ہوتے ہیں مخاطب اور کچھ

کہکشاں ملتی ہے رخ پر ارض طیبہ کا غبار
آسمانوں پر چمکتے ہیں کواکب اور کچھ

کس کے در کی خاک چھانوں فکر تازہ کے لیے
کس سے مانگوں مستند لہجہ مناسب اور کچھ

بخش کر سب کچھ در انوار سے مطلوب کو
مصطفیٰ نے پیار سے پوچھا کہ طالب اور کچھ؟

وہ شہنشاہ رسالت تاجدار کائنات
رب نے بخشا ہے جنہیں اوج مراتب اور کچھ

بس گدائے مصطفیٰ کا چاہیے مجھکو لقب
آپ کو ہونا ہے صاحب کا مصاحب اور کچھ

نعت گو کی حیثیت کافی ہے میرے واسطے
میں کہ اطہرؔ میرؔ نے حالیؔ نہ غالبؔ اور کچھ

===☆☆===

دیار فکر سخن میں دراز قد کیسے
بغیر نعت کے ہوتا میں مستند کیسے

منافقین یہی سوچ کر پریشاں ہیں
وہاں سے آپ یہاں کرتے ہیں مدد کیسے

عمرؔ کو آنے دو پھر دیکھنا فضاؤں میں
کہ رنگ بھرتا ہے چالیس کا عدد کیسے

بہت سے لوگ عداوت کی بن گیے خوراک
بہت سے لوگ ہوئے لقمۂ حسد کیسے

پھریرا عرش پہ اڑتا ہے انکی رفعت کا
سمجھ سکے بھلا عظمت کی کوئی حد کیسے

چلی ہے کس کی اجالوں کے سامنے اطہرؔ
دکھائی پھر بھی اندھیروں نے شدومد کیسے

اس جہاں میں وہ اگر جان سحر آتا نہیں
رات کی آغوش میں کچھ بھی نظر آتا نہیں

انبیاء آئے جہاں میں لیکے پیغام خدا
وہ نہ آتے تو کوئی پیغام بر آتا نہیں

سر کے بل طیبہ میں چلنا چاہیے لیکن مجھے
سر کے بل سرکار چلنے کا ہنر آتا نہیں

ایسا لگتا ہے کہ کوئی بھول مجھ سے ہو گئی
میرے حصے میں مدینے کا سفر آتا نہیں

اب بہت پچھتا رہا ہوں واپسی کے بعد میں
جب میں طیبہ سے چلا تھا کاش گھر آتا نہیں

اے غزال دشت طیبہ فکر میں حسن و جمال
جس قدر ہم چاہتے ہیں اس قدر آتا نہیں

سبز گنبد کا تصور بھی تصور ہے عجب
اب تصور میں نظر رنگ دگر آتا نہیں

یہ تو دریائے کرم کا اختصاص فیض ہے
یوں ہی اطہر سب کے ہاتھوں میں گہر آتا نہیں

===☆☆===

شان سے جب بھی کوئی قلندر چلتا ہے
شاہوں کے سینے پر خنجر چلتا ہے

اب تک ہے حسان کی نعتوں کا چرچا
اچھا خاصا شعر برابر چلتا ہے

بخشش کا بازار کھلا ہے طیبہ میں
کاروبار روز محشر چلتا ہے

طائف کے گلشن کی جانب مت جانا
پھولوں کے موسم میں پتھر چلتا ہے

دیوانے کو شعلوں سے کیا خوف بھلا
دیوانہ تو شعلوں ہی پر چلتا ہے

نعت پڑھوں میں شہروں ، شہروں میرا گھر
میں کیا جانوں کیسے اطہرؔ چلتا ہے

یاد ہے غار حرا کا وہ سبق جانتے ہیں
ہم کہ روشن ہے کہاں چودہ طبق جانتے ہیں

ہم کو معلوم ہے کتنی ہیں لہو کی قسمیں
خون بھی جانتے ہیں رنگ شفق جانتے ہیں

آپ کو طیبہ میں آنے کی خوشی ہے معلوم
آپ طیبہ سے جدائی کا قلق جانتے ہیں؟

حسن کا رنگ منور ہے قمر میں کس کا
کس کے صدقے میں ہے سورج کی رمق جانتے ہیں

کس کی مٹھی سے ہوا کلمۂ اقرار بلند
کیسے بو جہل کا چہرہ ہوا فق جانتے ہیں

انکو معلوم ہے اسباق کتاب ہستی
وہ مری زیست کا اک ایک ورق جانتے ہیں

ہم تو فرمان رسالت کے ہیں پابند اطہرؔ
ہم تو احکام شریعت ہی کو حق جانتے ہیں

نعت میں لفظوں کا پیراہن نیا اوڑھے ہوئے
خود بخود آئیں ردیفیں قافیہ اوڑھے ہوئے

زیب تن کر کے قیامت میں شفاعت کا لباس
مصطفےٰ آئیں گے بخشش کی ردا اوڑھے ہوئے

کس نے ہر موسم میں رکھا بد دعا کو بے اثر
کون ہر موسم میں رہتا ہے دعا اوڑھے ہوئے

اے نسیم صبح طیبہ مرحبا صد مرحبا
یوں ہی آنا روز جنت کی ہوا اوڑھے ہوئے

ہر کوئی لبیک کہنے کے لیے تیار ہے
آپ کی آواز ہے رب کی صدا اوڑھے ہوئے

جنکی نظروں میں ہمیشہ نقش پا کا ہے عروج
بس وہی رہتے ہیں اطہرؔ ارتقا اوڑھے ہوئے

دل ہی نہیں وہ جس کے دل میں آقا کی تعظیم نہیں
چاہے کسی کی شخصیت ہو ہم کو مگر تسلیم نہیں

بحث کا بس عنوان بشر ہو نور نظر انداز کرے
آپ ہی کہیے کیا وہ لہجہ کڑوا کسیلا نیم نہیں

حکم رسالت کا مطلب ہے آمنا و صدقنا
حکم رسالت میں کوئی تنسیخ نہیں ترمیم نہیں

انکا گدا گر کب رکھتا ہے مال و زر کو جاں سے عزیز
انکا گدا گر کب کرتا ہے مال و زر تقسیم نہیں

نعت نبی کی جیسی کوئی آفاقی تحریک کہاں
نعت نبی کی جیسی کوئی اسلامی تنظیم نہیں

حکم خدا کا جب ہوتا ہے نعت نبی کی لکھتا ہوں
میری بیاض شعر میں اطہرؔ موسم کی تقسیم نہیں

اگر ہوں انکی عنایات اختتام پذیر
تو سمجھو ارض و سماوات اختتام پذیر

نبی کا فیصلہ ہر فیصلے کی ہے بنیاد
نبی کی بات پہ ہر بات اختتام پذیر

اگر نہیں ہے مرے مصطفٰے کا ذکر جمیل
تو پھر زبان سے برکات اختتام پذیر

کہاں یہ نعت و مناقب کا سلسلہ ٹھہرا
کہاں ہیں حمد و مناجات اختتام پذیر

سحر کے وقت میں جان سحر کی آمد سے
جہان کفر سے ظلمات اختتام پذیر

نبی کے ذکر سے آباد میرا ہر لمحہ
نہ میرا دن نہ مری رات اختتام پذیر

بیاضِ دل پر
تحریر چار
منقبتیں

جگمگاتے ہیں بہت حرف نوائے صدیق
نقش صدیوں کے سفر پہ ہے صدائے صدیق

زندگی وقف ہے صدیق کی آقا کے لیے
فاروق و حیدر و عثماں ہیں برائے صدیق

کون افضل ہے بشر بعد رسول اکرم
کس کو حاصل ہے شرف یہ بھی سوائے صدیق

کاش ہم اندھے مریضوں کو نظر آ جائے
ہر مرض کے لیے کافی ہے دوائے صدیق

میں بھی مقبول مدینے کے لیے ہو جاؤں
منتظر میں بھی ہوں مدت سے دعائے صدیق

مجھکو سلطان زمانہ کا لقب مل جائے
اے خدا مجھکو بنا دے تو گدائے صدیق

دل میں مدت سے تمنائے صداقت ہے بہت
ملتفت کاش ادھر بھی ہو عطائے صدیق

ایک ہی وار میں باطل کا قلم سر کر دے
حق کی شمشیر کی صورت ہے عصائے صدیق

اے خدا مجھکو بھی تھوڑی سی جگہ مل جائے
نصب محشر میں جہاں پر ہو لوائے صدیق

تاجور آئے ہیں کشکول رہائش لیکر
شیش محلوں سے کہاں کم ہے سرائے صدیق

اصفیا چشم عنایت کے لیے ہیں بیتاب
اولیا ڈھونڈتے پھرتے ہیں ولائے صدیق

کچھ نہیں کہنا مجھے اسکے علاوہ اطہر
بخش دے میرے گناہوں کو خدائے صدیق

===☆☆===

میزان عدالت کے طرف دار عمر ہیں
حقانیت کے حق کے علم دار عمر ہیں

انداز سخاوت ہو کہ معیار شجاعت
عثمان غنی حیدر کرار عمر ہیں

جب سوچیے لبیک کی خوشبو ہے لبوں پر
جب دیکھیے تو حاضر دربار عمر ہیں

گستاخ شہ دیں کے لیے بزم جہاں میں
شمشیر شرر بار ہیں تلوار عمر ہیں

ممکن ہی نہیں پھیر بدل ہو کہ الٹ پھیر
سرکار مدینے کی ہے ، سرکار عمر ہیں

بازار میں بکنے لیے میں بھی ہوں تیار
بس اتنا یقیں ہو کہ خریدار عمر ہیں

شب خون کوئی مذہب اسلام پر مارے
ہشیار خبردار! خبردار عمر ہیں

کشتی کو سمندر سے مری پار لگا دے
اے موج تلاطم مری پتوار عمر ہیں

ایوان خلافت کے چمکتے ہوئے اطہرؔ
محراب و ستوں گنبد و مینار عمر ہیں

===☆☆===

چاند کی آنکھ ہیں سورج کی نظر ہیں عثماں
میری تاریک شب غم کی سحر ہیں عثماں

نام عثمان غنی اور لقب ذوالنورین
نور والے کے لیے جان و جگر ہیں عثماں

میری کشتی کبھی غرقاب نہیں ہو سکتی
موج دریا میں تلاطم ہے، مگر ہیں عثماں

ہر طرف ہوگی فضاؤں میں مسرت کی بہار
غم سراسر ہی عبث ہونگے اگر ہیں عثماں

کیوں نہیں مانگتے جی بھر کے خدا سے اپنے
جب دعاؤں کے لیے باب اثر ہیں عثماں

آسماں یوں ہی مقدر پہ نہیں ہے نازاں
نازش شمس بھی ہیں ناز قمر ہیں عثماں

اپنے حصے کا ثمر جب ہو میسر چن لو
مفلسو! باغ سخاوت کے شجر ہیں عثماں

خون میں لو لو و مرجان نظر آئیں گے
ایسے خوش رنگ شہادت کے گہر ہیں عثماں

میں نے مانا کے مقدر میں مسافت ہے طویل
مطمئن ہوں کہ مرا زاد سفر ہیں عثماں

پوچھنا ہے تو چلو رنگ علی سے پوچھو
رنگ صدیق ہیں یا رنگ عمر ہیں عثماں

کارنامہ ہے مرتب ہیں کتاب حق کے
مذہب حق کے لیے کار ہنر ہیں عثماں

صبر بھی شکر بھی تقوی بھی حیا بھی اطہرؔ
منتظر حسن خصائص ہیں کدھر ہیں عثماں

===☆☆===

یا علی مرتضیٰ یا علی المدد
شاہ مشکل کشا یا علی المدد

میری بس اک رہائش نبی کی گلی
میرا بس اک پتا یا علی المدد

فرد واحد کے لب پر علی یا علی
قافلے کی صدا یا علی المدد

درد کی اک صدا غم کا واحد علاج
مصطفیٰ مصطفیٰ یا علی المدد

میں کہاں جاؤں دامن پساروں کہاں
سیدہ فاطمہ یا علی المدد

تازہ تازہ مرا منفرد ہو مرا
رنگ حمد و ثنا یا علی المدد

میری منزل مقرر کرے ہر سفر
بے خبر راستہ یا علی المدد

لشکر حق بہتر کی طاقت حسین
قوت کربلا یا علی المدد

راہ حق و صداقت کا راہی ہوں میں
سخت ہے راستہ یا علی المدد

مکتب عشق میں فکر و فن کا عروج
علم کی انتہا یا علی المدد

ٹوٹ کر ورنہ اطہر بکھر جائے گا
دیجیے حوصلہ یا علی المدد

===☆☆===

متفرق اشعار

زندگی کا درد ہے دریا دلی تھامے ہوئے
مفلسی ہے دامن شاہنشہی تھامے ہوئے
شہر کی رنگینیوں میں کھو گئے ہشیار سب
اور دیوانے ہیں طیبہ کی گلی تھامے ہوئے
جگمگاتے ہیں مرے کاغذ پہ مدحت کے چراغ
روشنائی ہے قلم کی روشنی تھامے ہوئے

جھلستا ہے بدن جب گرمیوں کے سخت موسم میں
نبی کا شہر ہی ٹھنڈی ہوا تقسیم کرتا ہے

مدینے کے لیے تو ہر نظر للچائی رہتی ہے
کہاں آنکھیں وہاں منت کش بینائی رہتی ہے

جھوم کر آیا تصور میں مدینے کا خیال
میری آنکھوں کے جزیرے میں سمندر آ گیا

محبت میرے آقا کی تمہیں سرشار کر دیگی
محبت کر کے دیکھو نا محبت کیوں نہیں کرتے

امیر شہر غزل بھی ٹھہر کے دیکھتے ہیں
نبی کی نعت کا جب قافلہ نکلتا ہے

عروس نو سے مہک ختم ہی نہیں ہوتی
ضرور انکا پسینہ وہ مل گئی ہوگی

نعت رسول پاک کی دولت ہے میرے پاس
اب سے بڑھ کے کوئی خزانہ تو ہے نہیں

جو ارض مصطفٰے کی محبت میں گم ہوا
اسکی نظر میں عظمت افلاک ہی نہیں

ہوائے کفر سے حق کا چراغ بجھ جائے
یہ اک گماں ہے یقیں میں بدل نہیں سکتا

عقل کی وہ آخری منزل پہ ہے
انکا دیوانہ ہے دیوانہ نہیں

نعت گوئی کی عبادت رائگاں جاتی نہیں
میں نے جو قیمت لگائی تھی وہ قیمت آ گئی

===☆☆===

حسن رضا اطہر مذہبی جلسوں اور نعتیہ مشاعروں میں شریک ہی نہیں ان کی نظامت بھی بڑے سلیقے سے کرتے ہیں اس لیے دور دراز کے جلسوں اور مشاعروں میں مدعو کیے جاتے ہیں۔ان کی غزلیہ شاعری پر بھی مذہبی رنگ نمایاں ہے۔لیکن خوش آئند بات یہ ہے کہ جدید طرزِ فکر کے سبب ان کے اشعار معنوی تہہ داری کے ساتھ ساتھ دل و دماغ کو معطر ومنور بھی کرتے ہیں۔جس کی وجہ سے حسن رضا اطہر اپنے ہم عصروں میں ایک الگ شناخت رکھتے ہیں۔موصوف جس ذوق وشوق سے ادب کی آبیاری کر رہے ہیں اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ان کے اشعار لوگ آنکھوں سے لگائیں گے اور دل میں جگہ دیں گے۔جھارکھنڈ کسی زمانے میں کسی مشہور ہستی کی وجہ سے سرخیوں میں رہا ہولیکن اس وقت حسن رضا اطہر اور جھارکھنڈ لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔موصوف نے اُردو کے چراغ روشن ہی نہیں کیے بلکہ ان کی حاظت بھی کی۔بغیر یہ خیال کیے کہ اس عمل سے ان کی انگلیاں بھی جل سکتی ہیں۔یہ سچ ہے کہ جو لوگ نڈر ہو کر میدانِ عمل میں قدم رکھتے ہیں کامیابی ان کے قدم چومتی ہے اور تاریخ فراموش نہیں کر پاتی۔مجھے یقین ہے کہ دلدادگانِ اُردو ان کی ہم عصری پر فخر کریں گے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں۔میری دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔

اخترشاہ جہاں پوری

حسن تعلق

یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ میری نظامت کی دنیا کی مصروفیت کی بہت ساری وجوہات میں سے ایک وجہ بھائی حسن رضا اطہر کے ہاتھوں سے میکدۂ غریب نواز میں ملنے والے وہ مقدس جام بھی ہیں جس نے مجھے لڑکھڑانے نہیں دیا۔بھائی اطہر نے مجھے شعر فہم بھی بنایا اور شعر سخن بھی۔لیکن میں نظامت کی اس لوپ لائن پر ہی رہا جہاں کبھی کبھار کوئی ریل آجاتی ہے۔لیکن بھائی اطہر نے جب دوڑ لگائی تو میل کے پتھر کو ہی نہیں بلکہ منزل کو بھی پیچھے کر دیا ایک عالم کی حیثیت سے بہار وجھارکھنڈ کے علماء کو متاثر کیا،ایک ناظم کی حیثیت سے ملک ہندوستان کے ہر مذہبی ممبر کے وقار میں اضافہ کیا،ایک ادیب و شاعر کی حیثیت سے برصغیر کو اپنا اسیر بنایا جب میں کبھی خود کو دیکھنا چاہتا ہوں تو ان کو دیکھ لیتا ہوں،خود سے ملنا چاہتا ہوں تو ان سے ملنے کی کوشش کرتا ہوں،ان کی ذات وہ شجر محبت ہے جس کے سایے میں ہر اس مسافر کو سکون مل جاتا ہے جس کو محبت کی ہوا بھی نہ لگی ہو۔

پیرزادہ سیدی نورالحسن نور شاہ صاحب کی مجلس میں جب ان کی شاعری اور ان کی اخلاقی زندگی کا تذکرہ ہوتا ہے تو لگتا ہے کہ ’’**انبساط**‘‘ مجموعہ نعت کے چھپنے سے پہلے ہی انبساط کی لہروں نے جکڑ لیا ہے۔اور غموں کے ساحل سے دور کر دیا ہے۔مشاعروں اور جلسوں میں شرکت کے بعد وہ گھر واپس ہوتے ہوئے دکھائی دئے لیکن اب وہ نہ جانے کے لئے شامیانۂ انبساط لے کر آرہے ہیں۔بس آخری خواہش جیسے مدینہ شریف میں ان کو دیکھا ہے ویسے ہی کعبۃ الصالحین بغداد شریف میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔

حریص فیض قادری

محمد آصف رضا سیفی پرتا پگڑھی

وجدان کے صحرا کا مسافر

ہندوستان کے جن شاعروں سے مل کر مجھے بے پناہ توانائی حاصل ہوتی ہے اور میرے اندر کی اداسی کا چہرہ ختم ہو جاتا ہے انکی تعداد کم ہی نہیں بہت کم ہے۔عزیز گرامی حسن رضا اطہر کا اختصاص یہ ہے کہ وہ شاعری کے ساتھ ساتھ نظامت کے جس بھاری پتھر کو اپنے ہونٹوں سے لگانے کی جرأت و جسارت کرتے ہیں اگر کوئی دوسرا ہو تو لہولہان ہو جائے حسن رضا اطہر کی شاعری نعت رسول کی اعلیٰ درجے کی شاعری ہے یا نہیں اسکا حتمی اور یقینی فیصلہ تو نقادان ادب ہی کرینگے۔ مجھے تو صرف یہ کہنا ہے کہ اعلیٰ درجے کی نعت گوئی کے لیے عالم دین ہونا لازمی ہے یا کم سے کم علما کی بارگاہ کا تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے یہ شرط شاعری کے لیے نہیں بلکہ نعت گوئی کے لیے ہے.جس معلم اور متعلم کے دامن فکر وشعور میں شریعت رسول کی آگہی، سیرت رسول کی معنویت وآفاقیت کے جلوے، احترام رسول کا پاس ولحاظ اور عشق رسول کی دولت لازوال ہو وہی خوش نصیب مداح رسول اور شاعر اسلام ہے۔ورنہ شاعر محض کی کوئی کمی نہیں۔حسن رضا اطہر خوش بخت اور اور خوش نصیب ہیں کہ وہ با ضابطہ عالم دین ہیں اور ایک عظیم اسلامی درسگاہ کے شعبہ ادبیات کے معلم بھی ہیں۔ انہیں جتنا روایتی زبان و بیان کا علم وشعور ہے اتنا ہی جدید افکار و اسالیب کی جانکاری بھی ہے وہ برسوں سے مختلف رسالوں میں علمی اور ادبی مقالات بھی لکھتے رہے ہیں اور اس

سلسلے میں وہ پوری اردو دنیا سے خراج تحسین بھی حاصل کر چکے ہیں۔اسی لیے انکی نعتیہ شاعری میں جہاں روایت کی خوشبو ہے وہیں جدید اسالیب وافکار کی چمن آرائی بھی ہے۔ کہیں نیم روایتی زبان و بیان میں جدیدیت کی سرمئی آنچ کے زیر اثر عشق رسول کے جگنوؤں سے دامن فکر وخیال کو روشن ومنور کرنے کی لطیف کاوش سخن نظر آتی ہے تو کہیں پہاڑی راہوں کی ناہمواریت سے پائے فکر ونظر میں اظہار وافکار کے چھالے بھی پڑتے نظر آتے ہیں۔اس دشت سخن میں جہاں پلکوں سے چلنا بھی دشوار وہاں وجدان کے صحرائے بے کنار میں آبلہ پائی کی کسک کو لفظوں کے آبگینے میں اتارنا مقدر کی بات ہے۔ حسن رضا اطہر خوش ہو جائیں کہ انہیں سرمایہ ادب کے ساتھ توشہ بخشش بھی ہاتھ آ گیا میں انکے نعتیہ مجموعہ؛؛انبساط؛؛ کا محبتوں کے ساتھ استقبال کرتا ہوں۔

حلیم حاذق

(کلکتہ)